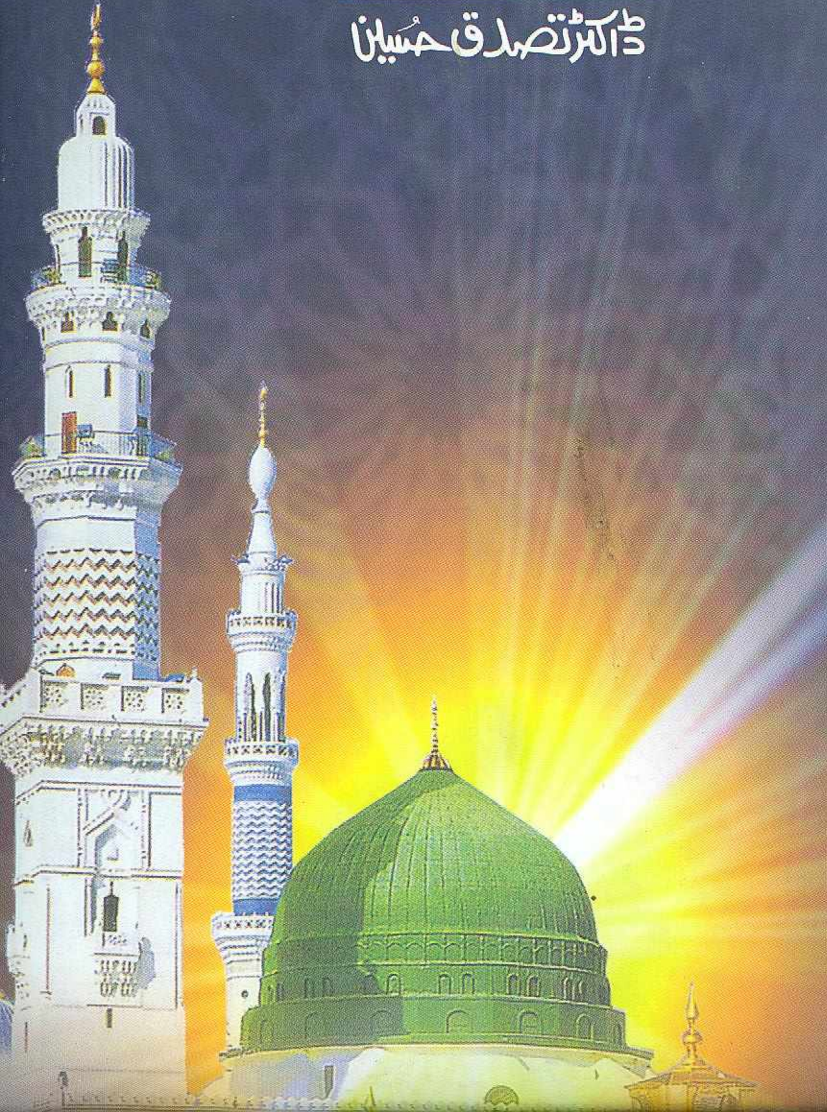
معجزاتِ رسول ﷺ

ایک سو تیرہ معروف معجزات۔ سادہ و آسان، عام فہم زبان میں

ڈاکٹر تصدق حسین



معجزات رسول اللہ ﷺ

ڈاکٹر تصدق حسین

نوٹ: ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ و معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس خامی یا غلطی کو دور کیا جائے۔ شکریہ! (ادارہ)

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز
www.romailhop.com

نام کتاب	:	معجزات رسول ﷺ
مؤلف	:	ڈاکٹر تصدق حسین
کمپوزنگ	:	میٹرکس کمپوزرز
تعداد کتب	:	1000
موسم اشاعت	:	ستمبر 2008ء
مطبع	:	فیض الاسلام پرنٹرز

Rs.150.00

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز
اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph:051 - 5551519
051-5531810
معیاری اور خوبصورت کتاب چھپوانے کیلئے رابطہ کریں: (051-5551519)

انتساب

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کے نام

فہرست

معجزاتِ رسول اللہ ﷺ

پیش لفظ

معجزات رسول اللہ ﷺ کے نام سے ترتیب دی گئی یہ کتاب سادہ و آسان، عام فہم زبان میں بطور خاص بچوں کے لیے شائع کی جا رہی ہے۔

عزیز محترم ارشد ملک نے گزشتہ دو ایک برس میں بڑی معرکۃ الآرا کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ زیر نظر کتاب اور اسی سلسلے کی چند دوسری کتب وہ بچوں کے لیے ایک خاص اہتمام سے چھاپ رہے ہیں جس کے لیے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے مستقبل میں یہی سلسلہ کتب روہیل پبلی کیشنز کی پہچان بن جائے۔

معجزہ کے لغوی معانی مافوق الفطرت واقعہ کے ہیں یعنی کوئی ایسی بات جو نہ عقل قبول کرتی ہو نہ عام انسانوں سے وہ سرزد ہوتی ہو۔ اللہ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو مختلف معجزات عطا کئے۔ ان میں خاتم النبیین امام المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سرفہرست ہیں اور آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد بھی دیگر پیغمبرانِ خدا کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ مختلف پیغمبروں نے جب اپنی امت کو ایمان لے آنے کی دعوت دی تو کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو معجزات کا تقاضا کرتے تھے اور راہ ہدایت کی طرف آنے سے قبل دعوت دینے والے پیغمبر سے کوئی مافوق الفطرت واقعہ دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ الگ بات کہ معجزات دیکھ کر بھی ان میں سے کچھ ایسے بھی

تھے جو ایمان نہ لائے۔

آنحضور ﷺ کے معجزات پر مشتمل اس کتاب میں کل 113 معجزات یکجا کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔ یہ وہ معجزات ہیں جو زیادہ معروف ہیں اور ان میں سے یقیناً کچھ وہ ہیں جو بچوں نے اس سے قبل بھی اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں سے سن رکھے ہوں گے۔ یا سیرت رسول اللہ ﷺ پر لکھے گئے مضامین یا کتب میں پڑھے بھی ہوں گے۔

معجزات رسول اللہ ﷺ روحانی، اخلاقی اور مادی حوالوں سے بیان ہوئے ہیں۔

کفار قریش کا بھی عجب معاملہ تھا۔ وہ آنحضور ﷺ سے معجزات طلب کرتے اور جب وہ معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تو بجائے ایمان لانے کے نبی پاک ﷺ کو جادوگر، ساحر اور کاہن کے خطابات دینے لگ جاتے تھے۔ لاعلاج بیماروں کو صحت یاب ہوتے، چاند کو دو ٹکڑے ہوتے، چند انسانوں کے لیے موجود کھانے کو سینکڑوں افراد کے لیے کافی، حضور ﷺ کے لعاب دہن سے زخم مندمل ہوتے، کنکریوں کو کلمہ پڑھاتے، سورج کو واپس پلٹتے، قحط سالی میں اللہ کے رسول ﷺ کی دعا سے بارش برستے، جانوروں کو حضور ﷺ سے باتیں کرتے اور آپ ﷺ کے نبی ہونے کی گواہی دیتے دیکھتے تھے مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تھے۔

کفار میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو رسول اللہ ﷺ کے روحانی معجزات سے کم متاثر ہوتے اور مادی معجزات سے زیادہ، قریش کے بہت سے لوگ اس وقت اسلام لائے جب آنحضور ﷺ نے فتح روم کے بارے میں پیشگوئی کی۔ اسی طرح کسی قبیلے کی ایک عورت نے اس وقت کلمہ پڑھ لیا جب اس نے حضور ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتے ہوئے دیکھا۔ کسی نے کھجور کی ٹہنی کی شہادت طلب کی تو

اس ٹہنی نے حضور ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

قرآن حکیم میں کئی مقامات پر اللہ کے رسول ﷺ کے معجزات کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے مثلاً سورۃ الانعام کی درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیے۔

''اے پیغمبر ﷺ ہم تجھ پر ایسی کتاب بھی آسمان سے اتار دیں جو اوراق میں لکھی ہو وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوئیں تو وہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ یہ فقط ایک ساحرانہ تماشا ہے۔'' (سورۃ الانعام۔ 1)

اسی سورۃ کی تیسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ یوں ہوا۔

''اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی وہ ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ وہ جب تیرے پاس آتے ہیں تو وہ تجھ سے جھگڑا کرتے ہیں اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں۔''

سورۃ الانعام کی آیت 4 میں ارشاد ہوا۔

''ہم جانتے ہیں کہ ان کافروں کی باتیں تجھ کو غمگین کرتی ہیں لیکن تجھ کو غمگین نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے ہیں بلکہ دراصل ان ظالموں کو خدا کی نشانیوں سے انکار ہے تجھ سے پہلے انبیاء بھی جھٹلائے گئے تو انہوں نے اپنی تکذیب پر صبر کیا اور ان کو بھی ایذا پہنچائی گئی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس خدا کی نصرت آئی۔ خدا کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ گزشتہ پیغمبروں کے واقعات تجھ کو

معلوم ہو چکے ہیں اور اگر ان کافروں کی روگردانی تجھ پر گراں ہو تو اگر تجھ میں طاقت ہو تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ کر ان کو کوئی نشانی لا دے۔ (ان نشانیوں سے ان پر کوئی اثر نہ ہوگا) اگر خدا چاہتا تو ان کو راہ ہدایت پر متفق کر دیتا تو (غمگین ہو کر) جاہلوں میں سے نہ بن دعوت الٰہی کو وہی قبول کرتے ہیں جو آواز پر کان دھرتے ہیں اور یہ کافر جو دل کے مردہ ہیں ان کو خدا ہی اٹھائے گا پھر اس کی طرف لائے جائیں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اس کے پروردگار کی جانب سے کوئی نشانی کیوں نہیں اُتاری گئی۔ کہہ دے کہ خدا نشانی لانے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ ناواقف ہیں۔"

معجزات رسول اللہ ﷺ نے کفار کے دلوں کو دعوت حق قبول کرنے کی جانب موڑا بھی اور اُن کے قلوب مطمئن بھی ہوئے اور اس کے برعکس بھی ہوا۔ اس کا ذکر بہت سے معجزات سے جڑے ہوئے واقعات میں ہے جن سے قارئین اس کتاب کے مطالعہ کے دوران واقف ہوں گے۔

معجزات کا اثر قبول نہ کرنے والوں کی ایک حجت یہ بھی تھی کہ جو معجزہ رسول اللہ ﷺ دکھا رہے ہیں یہ تو پہلے بھی کئی انبیاء دکھا چکے ہیں۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے جو بات کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن تو معجزات سے زیادہ نبوت کی اصل روح کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کراتا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آنحضور ﷺ سے قبل آنے والے انبیاء کی اُمتوں میں معجزات کی وجہ سے کئی غلط عقائد داخل ہو گئے تھے۔ توحید اور رسالت کو کئی بار اس

قدر ایک دوسرے میں شامل کر دیا گیا تھا کہ خالق و مخلوق میں موجود حد فاصل ختم ہو گئی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد ایک مخصوص فکر اور عقیدے کے لوگوں نے بندگی و عبدیت کی تمام حدود سے تجاوز کر کے ایک بے حد محترم شخصیت کے بارے میں اس عقیدے کو عام کرنے کی پوری کوشش کی کہ اللہ ان میں حلول کر آیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے ایسے معجزات عطا کئے کہ ان کے حواریوں نے وہ باتیں ان سے منسوب کر دیں جو صرف اور صرف خالق کے قبضہ اختیار میں ہوتی ہیں اور یہ بتانا چاہا کہ اس کائنات کی بادشاہی ان کے سپرد کر دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل برعکس بات تھی۔ جب ذکر مردوں کو زندہ کرنے اور مٹی کے پرندوں کو پھونک مار کر زندہ پرندوں کی مانند اڑانے اور مادرزاد اندھوں کو صحت یاب کر دینے کا آتا ہے تو قرآن اس کی وضاحت یوں کرتا ہے۔ قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یوں کہتا ہے۔

"میں تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں مٹی سے پرندے کی صورت کا جانور بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا اور مردے کو زندہ کرتا ہوں خدا کے حکم سے۔"

جیسا کہ پیش لفظ کی ابتدائی سطور میں عرض کر چکا ہوں۔ معجزات رسول اللہ ﷺ ہر عمر کے بچوں کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔ والدین اور اساتذہ سے ملتمس ہوں کہ اپنے بچوں اور طلبہ و طالبات کو اس لٹریچر کے مطالعہ کا شوق دلائیے جو بچوں

کی سیرت سازی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس امر کی ضرورت جتنی آج ہے اتنی اس سے پہلے کبھی نہ تھی کیونکہ انگریزی ذریعہ تعلیم، بیرون ملک تیار کردہ نصاب کی تدریس اور مغربی تہذیب سے متاثر اساتذہ (گو ان کی تعداد ثانوی سطح تک کم ہے) جو نئی نسل تیار کر رہی ہے۔ وہ مستقبل میں ایک نئے کلچر، ایک نئی سوچ اور اسلام سے متعلق ایک نیا زاویہ نگاہ لے کر سامنے آنے والی ہے۔

ہم سے ملکی و ملی سطح پر جو کوتاہی ہوئی۔ ہم نے ہر دینی مدرسہ کو کھلی چھٹی دیئے رکھی کہ جس قسم کے اسلام کا برانڈ ملک میں رائج کرنے کے منصوبے کے تحت ان مدارس کو چلانا چاہتے ہیں چلاتے رہیں۔ نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ ہم ایک ایسی دلدل میں پھنس چکے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی تدبیر پوری طرح کارگر ثابت نہیں ہو رہی۔ بالکل اسی طرح بہت جلد پاکستان میں ایک ایسا ذہن تیار ہو کر آنے والا ہے۔ جس کی ترجیحات میں وطن کی محبت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا عشق، مشرقی تہذیب و تمدن دور دور تک کہیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ سب ایک مخصوص طبقے، اس کے مخصوص تعلیمی اداروں اور ان اداروں میں دی جانے والی تعلیم کے نتیجے میں ہوگا۔ جب صورت حال یہ ہو تو ایسے لوگوں کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ جنہیں اللہ نے وژن (روحانی بصیرت) عطا کی ہے جو صاحبان بصیرت ہیں اور جنہیں اللہ نے دل بینا عطا کیا ہے۔

ڈاکٹر تصدق حسین

اسلام آباد

معجزات

1۔ نوشیرواں کے محل کے کنگرے گر پڑے

حضرت محمد ﷺ کی ولادت پر کئی عجیب و غریب باتیں سامنے آئی ہیں ان میں سے ایک قابل ذکر واقعہ یہ پیش آیا کہ آنحضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا مکان اس قدر روشن ہو گیا کہ اس روشنی میں انہیں شام کے محلات نظر آئے۔ ایران کے دارالخلافہ میں نوشیروان نامی شاہ ایران کا محل پھٹ گیا۔ اس کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے۔ اس واقعہ میں چھپا ہوا اشارہ یہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ایران میں اسلام پھیلے گا۔ اور یہاں اسلامی سلطنت قائم ہو گی۔ ایران کا وہ آتش کدہ جس میں ہزار برس سے آگ روشن تھی سرد پڑ گیا تھا۔ اب پوری کوشش کے باوجود اس میں آگ نہیں جلائی جا سکی تھی۔ شام، کوفہ کے درمیان موجود خشک ندی میں پانی ٹھاٹھیں مارنے لگا تھا۔

2۔ مائی حلیمہ سعدیہ کے مقدر کا ستارہ کیوں کر چمکا؟

جس زمانے میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ولادت ہوئی ان

دنوں اہل قریش کے وہ لوگ جو شہروں میں آباد تھے اپنے دودھ پیتے بچوں کو بدوی آبادیوں میں بھیج دیتے تھے تا کہ یہ بچے ایسے ماحول میں پرورش پا سکیں جو ان میں عرب کی خالص خصوصیات پیدا کر دے۔ اس کے عوض والدین ان بدوی عورتوں کو کچھ رقم بطور معاوضہ دے دیتی تھیں۔ مکہ کے گردونواح سے یہ عورتیں اس مقصد کے لیے سال میں دو دفعہ شہر مکہ میں آتی تھیں۔ آنحضور ﷺ کی ولادت کے سال لوگ قحط سالی کا شکار تھے۔ ایسے حالات میں قبیلہ بنو سعد کی ایک خاتون حلیمہ سعدیہ اپنے قبیلے کی دس عورتوں کے ساتھ مکہ سے کسی شیر خوار بچے کو حاصل کرنے کی غرض سے آئی تھیں۔

مائی حلیمہ سعدیہ کے ہمراہ ان کا اپنا شیر خوار بچہ عبداللہ اور شوہر حارث بن عبدالعزیٰ بھی تھے۔ سواری کے لئے ان کے پاس ایک کمزور سی اونٹنی تھی جو دودھ کا ایک قطرہ تک نہ دیتی تھی۔ حلیمہ سعدیہ کا اپنا دودھ ان کے بیٹے عبداللہ کے لئے ناکافی ہوتا تھا۔ بچہ رات بھر بھوک سے روتا رہتا تھا۔ جس سے ماں باپ بھی پوری رات جاگ کر گزارتے تھے۔ قبیلے کی نو 9 عورتوں کو بچے مل گئے تھے جب حلیمہ سعدیہ کی باری آئی تو حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنا لختِ جگر حلیمہ کی گود میں ڈال دیا۔ قبیلے کی عورتیں حیران تھیں کہ مائی حلیمہ جو اپنے بیٹے کو تو دودھ پلا نہ سکتی تھیں اب اس بچے کو دودھ کہاں سے پلائے گی۔ جسے وہ ساتھ لے کر جا رہی تھیں۔

مگر حلیمہ سعدیہ کی تو جیسے تقدیر بدل گئی تھی۔ اونٹنی کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔ ان کا اپنا دودھ عبداللہ اور محمد ﷺ کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ مکہ سے واپسی پر وہی کمزور اور سب سے پیچھے رہنے والی اونٹنی سب سے آگے تھی۔ قحط سالی کے باوجود

مائی حلیمہ سعدیہ کے مویشی پیٹ بھر کے کھاتے تھے اور خوب دودھ دینے لگے تھے۔

حضور ﷺ صرف دائیں چھاتی سے دودھ پیتے اور بائیں چھاتی کا دودھ مائی حلیمہ کے بیٹے اور دودھ شریک بھائی عبداللہ کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

قبیلے کی دوسری عورتیں جب حیران ہو کر حلیمہ سعدیہ سے سوال کرتیں۔

"کیا یہ وہی سواری ہے؟" تو وہ جواب میں مسکرا کر فرماتیں۔

"ہاں ہاں سواری تو وہی ہے البتہ سوار بدل گیا ہے۔"

3۔ حضور ﷺ پر بادل کی چھتری سایہ کر لیتی تھی

مائی حلیمہ سعدیہ جب آنحضور ﷺ کو مکہ سے ساتھ لے آئیں تو ایک ایک کر کے کئی واقعات ایسے پیش آئے جن سے وہ سمجھ گئی تھیں کہ جس بچے کو وہ ساتھ لائی ہیں وہ کوئی عام بچہ نہیں۔ اس وجہ سے وہ حضور ﷺ کو ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ حلیمہ نے اپنی بیٹی شیما کو بھی تاکید کر رکھی تھی کہ وہ اپنے رضائی بھائی کو کہیں دور نہ لے جایا کرے۔ ایک دوپہر شیما حضور ﷺ کو بھیڑوں کے ریوڑ میں لے کر چلی گئی تو حلیمہ بے حد پریشان ہوئی وہ تلاش کرتے کرتے جب بھیڑوں کے ریوڑ کے پاس پہنچی تو حضور ﷺ اپنی رضائی بہن شیما کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ بیٹی کو بہت ڈانٹا کہ اس سخت گرم دوپہر کو وہ اپنے بھائی کو اتنی دور کیوں لے آئی تھی۔ بیٹی نے ماں کو تسلی دی اور بتایا کہ بھائی کو دھوپ سے بچانے کے لیے بادل سایہ کر لیتا تھا۔

4۔ حضور ﷺ نے اپنے ننھے ہاتھوں کو اُٹھا کر بارش کے لیے دُعا کی

ایک بار جب مکہ میں قحط پڑا تو حضور ﷺ اس وقت آٹھ برس کے تھے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ اور دادا حضرت عبدالمطلب وفات پا چکے تھے۔ حضور ﷺ کی پرورش ان کے چچا حضرت ابوطالب کر رہے تھے۔ وہ حضرت علی ؓ کے والد محترم اور حضور ﷺ کے والد گرامی جناب عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔ لوگ بہت پریشان ہوئے تو حضرت ابوطالب حضور ﷺ سمیت چند لڑکوں کو ساتھ لے کر گھروں سے باہر نکل گئے۔ پھر حضور ﷺ اور ان بچوں سے بارش کے لیے دعا کرنے کے لیے کہا۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے جوں ہی اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا نہ جانے کس کس سمت سے بادل گھر کر آ گئے اور خوب بارش ہوئی۔ جدھر نظر اُٹھتی بارش کا پانی دکھائی دیتا۔ زمین جل تھل ہو گئی۔ انسانوں اور حیوانوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ یہ تھا حضرت محمد ﷺ کا لڑکپن جو یتیموں اور بیواؤں اور بے سہاروں کا سہارا بننے والے تھے۔

5۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوطالب کی بیمار پرسی کی

رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا حضرت ابوطالب سے بے پناہ محبت تھی۔ وہ آنحضور ﷺ سے عمر میں پینتیس 35 سال بڑے تھے۔ ایک بار جب آپ ﷺ کے چچا بیمار پڑ گئے تو حضور ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ چچا نے کہا:

''میرے پیارے بھتیجے! جس اللہ نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا

کیوں نہیں مانگتے کہ وہ مجھے تندرست کر دے۔''

رسول اکرم ﷺ نے چچا کی تندرستی کی دعا فرمائی تو چچا کی بیماری جاتی رہی اور وہ تندرست و توانا ہو گئے۔ حضرت ابوطالب نے آنحضور ﷺ سے کہا۔

''محمد ﷺ خدا تیرا کہنا مانتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر جواب دیا۔

''چچا جان آپ بھی اگر خدا کا کہنا ماننے لگ جائیں تو وہ ذات رحیم و کریم ضرور آپ کا کہنا بھی مانے۔''

6۔ آنحضور ﷺ کی عتبہ بن ابولہب کو بددعا

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل دونوں رسول اللہ ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے۔ اب ان کے ساتھ ان کا بیٹا عتبہ بھی شریک ہو گیا تھا ایک دفعہ عتبہ بن ابولہب نے آنحضور ﷺ کے ساتھ گستاخی کی تو آپ ﷺ نے اسے یہ بددعا دی۔

''اے میرے اللہ! عتبہ پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط کر دے۔''

ابولہب کو اس کے بیٹے نے جب یہ بات بتائی تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اس کا رنگ اُڑ گیا اور اس نے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عتبہ خدا کی قسم محمد ﷺ کی بددعا سے تجھے کوئی نہیں بچا سکتا۔''

کچھ عرصے بعد باپ بیٹا ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ ملک شام کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ابراہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ قافلے کا قیام ایک گرجا گھر میں

تھا جس کے پادری نے قافلے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"عرب بھائیو! تم لوگ کہاں آ کر ٹھہرے ہو یہ بڑی خطرناک جگہ ہے۔ یہاں تو شیر اس طرح گھومتے پھرتے رہتے ہیں جس طرح کسی علاقے میں بھیڑ بکریاں پھرتی ہوں۔"

ابولہب یہ سن کر چونکا۔ اُسے رسول اللہ ﷺ کی وہ بد دعا یاد آ گئی جو آپ ﷺ نے اس کے بیٹے عتبہ کے بارے میں کی تھی۔ اس نے قافلے والوں کو اپنی حیثیت جتلاتے ہوئے تاکید کی کہ وہ اپنا سامان گرجا گھر کے صحن میں جمع کر دیں اور سامان کے ڈھیر کے اوپر عتبہ کا بستر لگا دیں۔ وہ سب اس سامان کے گرد سو جائیں تا کہ اس کے بیٹے کو کوئی خطرہ نہ رہے۔ رات کو جنگل سے ایک شیر آیا۔ اس نے قافلے کے تمام افراد کے چہرے سونگھے اور آخر میں چھلانگ لگا کر سامان کے ڈھیر پر سوئے ہوئے عتبہ کے چہرے کو سونگھا۔ پھر پل بھر میں ابولہب کے بیٹے کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا۔ وہ شیر واپس جنگل کی طرف چلا گیا تھا۔ قافلے کے سب لوگ محفوظ تھے اور بچ جانے پر بہت خوش تھے مگر ابولہب کا برا حال تھا۔ وہ روتا جاتا تھا اور بار بار یہ الفاظ دہرا رہا تھا۔

"قافلے والو! میں جانتا تھا کہ میرا بیٹا عتبہ محمد ﷺ کی بددعا سے کبھی نہیں بچ سکے گا۔"

7۔ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے

رسول خدا حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے آٹھ برس گزر چکے تھے۔ کفار مکہ کی

سختیاں جوں جوں بڑھتی جا رہی تھیں۔ اسی رفتار سے اسلام کا نور دُور دُور تک پھیلتا جا رہا تھا۔ ایک رات ابوجہل اور شہر مکہ کے چند معززین قریش ایک بہت بڑے یہودی عالم کے ہمراہ آنحضور ﷺ کے پاس آئے۔ ابوجہل نے تلوار میان سے نکالتے ہوئے کہا۔

"محمد ﷺ تم سے پہلے آنے والے انبیاء معجزات دکھایا کرتے تھے۔ آج تم بھی کوئی معجزہ دکھاؤ تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ اور اگر تم ایسا نہ کر سکے تو میں اس تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

"میں اگر اللہ کی قسم کھا کر کچھ کہوں تو تم یقین نہ کرو گے۔ جہاں تک میرا سر قلم کرنے کی بات ہے تو تم شاید نہیں جانتے کہ میری حفاظت خود میرے اللہ نے لے رکھی ہے۔ البتہ تم اگر معجزہ دیکھ کر ایمان لانے کو تیار ہو تو میں معجزہ دکھانے کو تیار ہوں۔ تم خود بتاؤ کیا دیکھنا چاہو گے؟"

ابوجہل سوچ میں پڑ گیا تھا مگر یہودی عالم نے کہا۔

"محمد ﷺ کا جادو زمین پر تو چل سکتا ہے مگر آسمان پر اس کا جادو نہیں چل سکتا۔ تم محمد ﷺ سے کوئی آسمانی معجزہ دکھانے کو کہو۔ یہودی عالم کی بات سن کر ابوجہل نے آسمان کی طرف دیکھا تو اسے آسمان پر چودھویں کا چاند نظر آیا۔ ابوجہل نے کہا۔

"محمد ﷺ! ہمارے سامنے آسمان پر روشن چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔ یہاں تک کہ چاند کا ایک ٹکڑا جبل ابوقبیس اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان پر آ جائے۔"

آنحضور ﷺ نے چاند کو انگلی کا اشارہ فرمایا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے جو

ٹوٹ کر پھر جڑ گئے تھے۔ یہودی عالم نے یہ منظر دیکھا تو اس معجزے کو دیکھ کر ایمان لے آیا۔ مگر ابوجہل نے کہا۔

''یہ تو محمد ﷺ کا جادو تھا۔ جس سے ہماری آنکھیں دھوکا کھا گئی تھیں۔ بھلا کبھی چاند کے بھی دو ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔''

اس نے شہر کے چاروں اطراف میں قاصد بھجوائے تا کہ اس واقعہ کی تصدیق کرا سکے۔ مکہ میں آنے والے مسافروں نے تصدیق کی کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔ ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں نے ایمان لے آنے کے بجائے نہایت ڈھیٹ بن کر کہا۔

''محمد ﷺ کتنا بڑا جادوگر ہے جس نے چاند پر بھی جادو کر دیا۔''

8۔ اراشی بدو کو آنحضور ﷺ نے حق کیسے دلوایا!

ایک دفعہ اراشی نامی بدو کچھ اونٹ بیچنے مکے آیا تو ابوجہل نے اس سے اونٹ تو خریدے مگر ان کی قیمت اس بدو کو ادا نہ کی۔ اس نے قریش کے سرداروں کی بڑی منت سماجت کی مگر کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ ابوجہل سے اسے اس کا حق دلا سکتا۔ ایک سردار نے اراشی کو کہا کہ وہ محمد ﷺ کے پاس جائے تو وہ اسے ابوجہل سے اس کے اونٹوں کی قیمت دلا دیں گے۔ اس سردار نے ایسا بدو کو ٹالنے کے لیے کہا تھا۔ اراشی سیدھا آنحضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی پوری بات سنی اور اسے ساتھ لے کر ابوجہل کے گھر پہنچے دروازہ پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی۔

''کون ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا۔

''محمد ﷺ ..... باہر آؤ۔''

ابوجہل باہر آیا تو اراشی کے ساتھ محمد ﷺ کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ رنگ اُڑ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

''اس شخص کے جو اونٹ خریدے ہیں ان کی قیمت اسے ادا کر دو۔''

ابوجہل انکار نہ کر سکا اور بدو کو سارے پیسے ادا کر دیئے۔ اراشی تو چلا گیا۔ مگر جب ابوجہل قریش کے سرداروں کے پاس واپس آیا تو سب نے اسے لعنت ملامت کی کہ تم تو بہت بڑے دعوے کرتے تھے یہ کیا ہو گیا۔ کیا تم ڈر گئے تھے۔ ابوجہل نے جواب دیا۔

''سچ پوچھتے ہو تو بات یہ ہوئی کہ جب محمد ﷺ نے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو اس کے رعب اور دبدبے اور ہیبت سے میری حالت ایک پتلے کی سی ہو گئی تھی۔ میں انکار کر ہی نہ سکتا تھا۔

9۔ ابوجہل نے جب آنحضور ﷺ کو پتھر مارنا چاہا

ایک صبح سرداران قریش خانہ کعبہ میں جمع تھے۔ ایک دن قبل ان کی ابوجہل سے یہ بات طے ہو چکی تھی کہ وہ آپ ﷺ کو پتھر مارے گا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ابوجہل ایک بھاری سا پتھر لئے اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ حضور ﷺ سجدے میں جائیں تو وہ اس بھاری پتھر کو رسول اللہ ﷺ کے سر پر دے مارے۔ شیاطین قریش اس لمحے کے انتظار میں بیٹھے تھے جونہی آنحضور ﷺ سر بسجود ہوئے ابوجہل پتھر اٹھائے آگے بڑھا۔ قریب پہنچتے ہی وہ لرزنے لگا تھا اور گھبراہٹ اس کے

چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ اپنی اس حرکت سے باز آ کر پیچھے ہٹا تو اہل قریش نے اس سے پوچھا۔

”اے ابوالحکم! تجھے کیا ہوا؟ تُو تو بڑا بہادر اور حوصلے والا ہے۔“

ابوجہل نے جواب دیا۔

”دراصل بات یہ ہوئی کہ میں جونہی محمد ﷺ کے قریب پہنچا سامنے ایک اتنا بڑا خونخوار اونٹ دانت نکالے کھڑا تھا کہ اس جیسا اونٹ میں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ مجھے کھا جائے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ وہ اونٹ جبریل علیہ السلام تھے۔ ابوجہل مزید میرے نزدیک آتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

10۔ مقتولین بدر کا یہ حشر کیوں ہوا؟

ایک روز آنحضور ﷺ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز ادا کر رہے تھے کہ قریش کا ایک گروہ بھی حرم شریف میں موجود تھا۔ ابوجہل کی ترغیب پر عتبہ بن ابی معیط نے اونٹوں کی اوجھڑی آنحضور ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان اس وقت رکھ دی جب آپ سجدے میں تھے۔ یہ دیکھ کر سب بدبخت ہنسنے لگے تھے کم سن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس نجاست کو پاک کیا۔ ان لوگوں نے اس طرح خانہ کعبہ کی بھی بے حرمتی کی تھی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

”اے میرے رب! تو اس گروہ قریش کو پکڑ...... ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن معیط اور امیہ بن خلف کو پکڑ۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بدر کے دن مقتول دیکھا اور امیہ بن خلف کے علاوہ باقی سب کے سب بدر کے کنویں میں پھینک دیے گئے تھے۔ یہ چونکہ بہت موٹا اور وزنی تھا۔ اس لیے جب اسے کھینچ کر کنویں میں ڈالنے لگے تو اس سے پہلے ہی اس کے جسم کے اعضاء ٹکڑے ہو گئے تھے۔

11۔ ثمامہ نے اسلام کیسے قبول کیا؟

قریش مکہ کے ساتھ باہمی معاہدے کے نتیجے میں مسلمانوں کو تین برس تک شعب ابی طالب میں محصور ہو کر بڑی سختیاں برداشت کرنی پڑی تھیں۔ مکہ میں غلے کی سپلائی یمامہ سے ہوتی تھی۔ کفار مکہ کے کہنے پر یمامہ نے غلہ شعب ابی طالب کے محصورین کو فروخت کرنا بند کر دیا تھا۔ رئیس یمامہ کا نام ثمامہ بن آثال تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے حد درجے کی دشمنی رکھتا تھا اور اس کا بس چلتا تو آنحضور ﷺ کی جان تک لے لیتا۔

مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد آنحضور ﷺ نے مختلف بادشاہوں اور سلاطین کو تبلیغ دین کی غرض سے خطوط روانہ فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک خط آپ ﷺ نے منذر بن ساوی کو تحریر فرمایا تھا جو بحرین کا حکمران تھا۔ یہ خط حضرت علاء رضی اللہ عنہ بن حضرمی نے اسے پہنچایا تھا۔ منذر نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب حضرت علاء رضی اللہ عنہ واپسی پر یمامہ سے گزرے تو وہاں کے سردار ثمامہ بن آثال نے ان سے پوچھا۔

”کیا تم محمد ﷺ کے ایلچی ہو؟“

حضرت علاءؓ بن حضرمی نے ہاں میں جواب دیا تو اس نے غضبناک ہو کر کہا:

"اب تم اس کے پاس زندہ واپس نہ جا سکو گے۔"

وہ بدبخت حضرت علاءؓ کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا تھا۔ اس کے چچا عامر کی مداخلت پر ثمامہ نے حضرت علاءؓ بن حضرمی کو چھوڑ دیا تھا۔ جب سارا واقعہ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو یہ دعا فرمائی۔

"اے میرے رب! عامر کو ہدایت نصیب فرما اور ثمامہ پر مجھے غلبہ عطا کر۔"

آپ ﷺ نے سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا تو واپسی پر یمامہ کا سردار ثمامہ بن آثال گرفتار ہو کر آنحضور ﷺ کے سامنے پیش کر دیا گیا تھا۔ اُسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ آنحضور ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو پوچھا۔

"ثمامہ کیا کہنا چاہو گے؟"

ثمامہ نے گڑگڑا کر جواب دیا۔

"اے محمد ﷺ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکرگزار پر احسان کریں گے۔ اور اگر فدیہ دے کر میری رہائی ہو سکتی ہو تو جس قدر طلب کیا جائے گا میں دینے کو تیار ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ اور تین دن تک کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ نے آنحضور ﷺ کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے آپ ﷺ کو ثمامہ پر غلبہ عطا فرما دیا تھا۔ اُسے خلافِ توقع جب رہائی ملی تو اس نے مسجد کے قریب ایک درخت کی اوٹ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔ اب اس کے نزدیک

آنحضور ﷺ کے چہرے سے زیادہ محبوب کوئی چہرہ نہ تھا، نہ اسلام سے زیادہ کوئی دین عزیز تھا، ثمامہ کو مکے کے اہلِ قریش نے طعنہ دیا:

"ثمامہ! تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی جو تو نے محمد ﷺ کا دین اختیار کر لیا ہے؟" اس نے غضبناک ہو کر جواب دیا۔

"خدا کی قسم! اب محمد رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر غلے کا ایک دانہ بھی یمامہ سے یہاں نہیں آئے گا۔"

مکے کو غلے کی سپلائی بند ہو گئی۔ شہر میں قحط پڑا تو لوگ فاقوں مرنے لگے تھے۔ قریش مکہ نے ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور درخواست کی کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اناج کے ایک ایک دانے کو ترس گئے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ غلے کی سپلائی بحال کرا دیں۔

آنحضور ﷺ کو رحم آ گیا اور آپ ﷺ نے ثمامہ کو پیغام بھیجا کہ غلے کی سپلائی پھر سے شروع کر دو۔ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور حسبِ معمول مکے کو غلے کی ترسیل شروع ہو گئی تھی۔

12۔ گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے آمین کہی

ایک روز آنحضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا:

"اے ابوالفضل! کل آپ اور آپ کے بیٹے گھر ہی میں رہیں۔ مجھے آپ سے کوئی کام ہے۔"

حضور ﷺ ان کے گھر چاشت کے وقت پہنچے اور فرمایا:

"السلام علیکم!"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ ﷺ"

حضور ﷺ نے پوچھا: "آپ نے کیوں کر صبح کی؟"

حضرت عباس نے عرض کیا۔

"بحمد اللہ! ہم نے بخیریت صبح کی۔"

یہ سن کر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"میرے نزدیک ہو جائیے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے قریب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی چادر مبارک سے ڈھانپ کر یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ! یہ میرے چچا ہیں میرے باپ کے بھائی۔ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان کو جہنم کی آگ سے یوں چھپانا جس طرح میں نے ان کو اس وقت اپنی چادر میں چھپا لیا ہے۔"

یہ سن کر گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہا۔

13۔ پھوٹی ہوئی آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی

غزوہ بدر میں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں ایک تیر اس طرح آ کر لگا کہ ان کی آنکھ پھوٹ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پھوٹی ہوئی آنکھ میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر دعا فرمائی۔ حضرت رفاعہ کو ذرا برابر تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی۔

14۔ حملہ آوروں نے آنحضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا

جب مہاجرین مکہ کو انصار مدینہ نے اپنی حمایت میں لے لیا تو قریش مکہ کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ خود بھی مدینہ نہ چلے جائیں اور پھر مکہ پر حملہ آور ہو جائیں۔ قریش مکہ کے سرداروں نے مل بیٹھ کر آپس میں مشورہ کیا۔ ان کے درمیان طے یہ پایا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر نوجوان تلوار لے کر آ جائے اور سب مل کر پیغمبر خدا کو قتل کر دیں۔ اس طرح قتل کا جرم تمام قبائل پر عائد ہو گا۔ یوں خون بہا دیا جا سکے گا۔

اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور قریش کے مسلح نوجوانوں نے آنحضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اب وہ اس انتظار میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ سو جائیں تو یہ مل کر آپ ﷺ پر حملہ کر دیں۔ اللہ نے آنحضور ﷺ کو باخبر کر دیا۔ ساتھ ہی آپ ﷺ کو یہ حکم بھی دیا کہ اسی رات مکہ سے نکل جائیں۔ قریش کی امانتیں باوجود دشمنی کے آنحضور ﷺ کے پاس محفوظ ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ نے یہ امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں۔ انہیں اپنے بستر پر سلایا۔ اپنی سبز چادر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اوڑھا دی اور یہ تاکید بھی کی کہ ان کے چلے جانے کے بعد یہ امانتیں جن کی تھیں ان کو لوٹا دی جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گھر سے باہر قدم رکھتے وقت سورۃ یٰسین کی تلاوت کی اور مٹھی بھر خاک ان مسلح نوجوانوں کی طرف پھینک دی۔ ان کی آنکھوں پر اللہ نے پردہ ڈال دیا اور وہ آنحضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ صبح جب یہ نوجوان گھر کے اندر داخل ہوئے تو بستر پر رسول اللہ ﷺ کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سر پیٹ لیا۔ ان سب نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو سروں میں مٹی تھی۔

15۔ غارِ ثور کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا

کافروں نے آنحضور ﷺ کی گرفتاری کے لیے بھاری انعام مقرر کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (یار غار) نے غار ثور میں پناہ لی تو کفار مکہ کی ایک ٹولی غار کے دہانے پر پہنچ گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دشمن کے قدموں کی آہٹ سنی تو گھبرا گئے۔ خطرہ لاحق ہوا کہ یہ لوگ غار کے اندر نہ آ جائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! وہ لوگ آ گئے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھ کر آنحضور ﷺ نے نہایت بے خوفی، اطمینان اور سکون سے فرمایا۔

"گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

آنحضور ﷺ کا جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطمینان ہو گیا کہ جو کچھ اللہ کے رسول فرما رہے تھے وہ درست تھا۔ آنحضور ﷺ کی بات اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ کے حکم سے ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بُن دیا تھا۔ قریب ہی کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ کفار مکہ نے جب یہ مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھے تو خیال آیا کہ ایسی حالت میں غار کے اندر کوئی کیسے داخل ہو سکتا تھا کچھ دیر آپس میں کھسر پھسر کرنے کے بعد کفار واپس چلے گئے تھے۔

16۔ سراقہ کے ہاتھوں میں ایران کے بادشاہ نوشیروان کے کنگن

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینے جا رہے تھے اور دشمن نے آپ کی گرفتاری پر 100 سو اونٹ انعام میں دینے کا اعلان کر رکھا تھا۔ انعام کے لالچ میں بہت سے کافر رسول خدا ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ ان میں سراقہ نام کا ایک شخص بھی شامل تھا جس کا گھوڑا اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ وہ اس گھوڑے پر سوار آنحضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تعاقب میں تھا۔ سراقہ کو قریب آتا ہوا دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! سراقہ نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور وہ ہمارے تعاقب میں قریب پہنچ چکا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اطمینان اور سکون کے ساتھ فرمایا:

"فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

سراقہ قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ پوری کوشش کے باوجود گھوڑے کے پاؤں زمین سے نہ نکل سکے۔ سراقہ نے کہا۔

"اے محمد ﷺ! مجھے اور میرے گھوڑے کو اس مصیبت سے نجات دلا دیجئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر کوئی اور بھی آپ ﷺ کی تلاش میں اس طرف آتا دکھائی دیا تو اسے بھی واپس لے جاؤں گا۔"

آنحضور ﷺ نے سراقہ کی درخواست قبول فرماتے ہوئے دعا فرمائی تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے۔ سراقہ واپس جانے لگا تو

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

”سراقہ! اگرچہ تم ابھی اللہ پر ایمان نہیں لائے لیکن اللہ کی شان دیکھو کہ میں تمہارے ہاتھوں میں ایران کے بادشاہ نوشیروان کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔“

سراقہ مکہ واپس چلا گیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے عہد خلافت میں آنحضور ﷺ کی پیشنگوئی درست ثابت ہوئی۔ سراقہ اسلام لا چکا تھا۔ ایران فتح ہوا تو بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اس میں ایران کے بادشاہ نوشیروان کے کنگن بھی تھے جو حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے ہاتھوں سے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔

17۔ خشک بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے

جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ صدیق مکہ سے مدینہ ہجرت فرما رہے تھے تو راستے میں ایک غلام گڈریا نظر آیا۔ آنحضور ﷺ نے اس سے دودھ طلب کیا تو اس نے جواب دیا:

”میرے پاس تو کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں ہے۔“

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

”اگر تمہاری اجازت ہو تو ہم کسی بکری کا دودھ دوھ لیں۔“

چرواہے نے بخوشی اجازت دے دی تو رسولِ خدا ﷺ نے ایک بکری پکڑ کر اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بکری کا دودھ دوہا۔ یہ دودھ انہوں نے خود بھی پیا اور چرواہے کو بھی پلایا۔ غلام چرواہا حیران تھا۔ پوچھا۔ ”آپ کون ہیں؟“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں اللہ کا رسول محمد بن عبداللہ ہوں اور میرے ساتھ ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔“

یہ سننا تھا کہ چرواہا ایمان لے آیا۔

18۔ یثرب جو کبھی بیماری کا گھر ہوتا تھا

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے جب مکے سے مدینے ہجرت فرمائی تو جس مقام پر آپ ﷺ نے قیام فرمایا اس کا نام مدینۃ النبی یعنی نبی کا شہر ہوا۔ یہی نام لوگوں کی زبانوں پر چڑھ کر مدینہ رہ گیا۔ اس جگہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ جس وادی میں مدینہ منورہ آباد ہوا اس میں جگہ جگہ کئی بستیاں آباد تھیں ان میں سب سے بڑی بستی کا نام یثرب تھا۔ اسی وجہ سے تمام بستیوں کے مجموعے کو بھی یثرب ہی کہتے تھے۔ یہ بستی اب بھی موجود ہے اور مدینہ منورہ سے ڈیڑھ میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ یثرب کے لفظی معنی بیماری کا گھر ہیں اور اس بستی کو یہ نام اس لئے دیا گیا تھا کیونکہ اس میں طاعون کی وبا کثرت سے پھیلا کرتی تھی۔ آنحضور ﷺ نے وہاں اپنا قدم مبارک رکھا تو آپ ﷺ کی دعا سے وہاں سے طاعون کی وبا اس طرح ختم ہوئی کہ آج یہ مبارک شہر طاعون اور دیگر وباؤں سے محفوظ ہے۔

19۔ حضرت سلمان ؓ فارسی ایک یہودی کی غلامی سے کیسے آزاد ہوئے؟

جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کی اس زمانے میں حضرت سلمان فارسی ؓ ایک یہودی کے غلام تھے۔ آنحضور ﷺ کے کہنے پر حضرت سلمان فارسی ؓ نے اپنے یہودی مالک کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا تھا جس کی دو شرائط تھیں۔

1۔ وہ اپنے یہودی آقا کو 40 اوقیہ سونا ادا کریں گے۔

2۔ حضرت سلمان فارسی ؓ اس کے علاوہ اپنے آقا کے لیے 300 پودے کھجوروں کے لگائیں گے اور اس وقت تک ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں گے جب تک وہ پھل نہ دینے لگ جائیں۔ جب حضرت سلمان فارسی ؓ نے اس معاہدے کے بارے میں آنحضور ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ سے فرمایا۔

اپنے بھائی سلمان ؓ کی مدد کرو، صحابہ کرام نے مل کر 300 پودے کھجوروں کے فراہم کیے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ کے ان پودوں کے لیے گڑھے کھودے اور آنحضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تمام پودے لگائے۔ یہ تمام پودے سوائے ایک کے جو کسی صحابی نے لگایا تھا اس سال پھل دینے لگے تھے۔ صحابی کے لگائے ہوئے پودے کو رسول اللہ ﷺ نے اکھاڑ کر دوبارہ اپنے ہاتھ سے لگایا تو وہ بھی پھل دینے لگا تھا۔

اب دوسری شرط 40 اوقیہ سونا فراہم کرنے والی رہ گئی تھی، آنحضور ﷺ کے پاس مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا تھا۔ وہ آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی ؓ کو دے دیا تھا۔ جب حضرت سلمان فارسی ؓ نے عرض کیا کہ تھوڑا سا سونا ہے۔ تو آنحضور ﷺ نے اس پر اپنی زبان مبارک پھیری اور فرمایا یہی لے جاؤ اور تول کر دیکھو اس سے تمہارا قرض ادا ہو جائے گا۔ حضرت سلمان فارسی ؓ سونا لے کر یہودی آقا کے پاس پہنچے اور اسے تولا گیا تو یہ 40 اوقیہ نکلا۔ یوں حضرت سلمان فارسی ؓ آزاد ہوئے۔

20۔ میری بیٹی کو زندہ کر دو

آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی تو اس نے کہا۔

"میں صرف اس صورت میں اسلام قبول کرنے کو تیار ہوں جب آپ ﷺ میری اس بیٹی کو زندہ کر دیں جو مر کر دفن ہو چکی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"تم مجھے اپنی بیٹی کی قبر دکھاؤ۔"

وہ شخص رسول خدا ﷺ کو اپنے ساتھ قبرستان میں لے گیا اور اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ آنحضور ﷺ نے اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی تو لڑکی نے قبر سے باہر آ کر کہا۔

"لبیک و سعدیک" (میں تیری اطاعت اور تیرے دین کی تائید کے لئے حاضر ہوں)

رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"کیا تو پسند کرتی ہے تو دوبارہ اس دنیا میں آ جائے؟"

لڑکی نے جواب میں عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اللہ کی میں نے اللہ کو اپنے والدین سے بہتر پایا ہے اور اپنے لئے آخرت کو دنیا سے اچھا پایا ہے۔"

21۔ کھجور کے دستے والی تلوار

حضرت عبداللہ بن جحش ؓ ایک بہادر صحابی تھے۔ وہ آنحضور ﷺ کے ہمراہ کئی غزوات میں داد شجاعت پا چکے تھے۔ ایک جنگ کے دوران ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

عبداللہ ؓ! تم اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑو۔

کھجور کی شاخ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔ اس تلوار کا دستہ بھی کھجور کا ہی تھا۔ اور اس تلوار کو ''عرجون'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

22۔ جدہ والے نیزے کہاں ہیں؟

حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد تھے۔

غزوہ بدر میں وہ بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح کفار مکہ کی فوج میں تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تھے۔ بدر کے قیدیوں میں سے ہر قیدی کا فدیہ حسب توفیق ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تھا۔ جن کے پاس فدیہ ادا کرنے کو مال نہ تھا اگر وہ پڑھے لکھے تھے تو ان کو یہ رعایت دی گئی تھی کہ ان میں سے ہر ایک انصار کے دس نوجوانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی طرح لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔

جب قیدیوں کے فدیے کی بات ہو رہی تھی اس وقت حضرت نوفل نے عرض کیا۔

''میرے پاس کچھ بھی نہیں جو میں فدیے کے طور پر دے سکوں۔''

یہ سن کر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

''وہ نیزے کہاں ہیں، جو جدہ میں رکھے ہوئے ہیں ان کو فدیے میں دے دو۔''

یہ سُن کر حضرت نوفل نے کہا۔

''خدا کی قسم! ان نیزوں کے بارے میں میرے اور اللہ کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ یہ بات آپ ﷺ کو اللہ کے سوا کسی نے نہیں بتائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔''

23۔ آنحضور ﷺ کا مقتولین بدر سے خطاب

رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ ﷺ دشمن پر فتح پاتے تو تین روز تک میدان جنگ میں قیام فرماتے تھے۔

غزوہ بدر میں آنحضور ﷺ تیسرے روز مقتولین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ان سے اس طرح خطاب فرمایا۔

''اے فلاں ابن فلاں! اے فلاں ابن فلاں! کیا اب یہ تمہاری آرزو ہے کہ کاش تم اللہ اور اس کے رسول خدا کی اطاعت کرتے؟ جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے سچ پایا۔ کیا تم نے اسے سچ پایا۔ جو تمہارے پروردگار نے تم سے وعدہ کیا تھا؟''

یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ان بے روح جسموں سے کیا خطاب فرما رہے ہیں؟''

آنحضور ﷺ نے جواب میں فرمایا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ بہتر طور پر نہیں سن رہے۔''

24۔ جو بیوی کے پاس رکھا تھا وہ مال کہاں ہے؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان رؤسائے قریش میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر کے لیے سازوسامان فراہم کرنے کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ اس کام کے لیے حضرت

عباس ؓ کے پاس 20 اوقیہ سونا تھا۔ یہ سونا ان کے پاس تھا کہ ان کی گرفتاری پر اسے مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا تھا۔ بدر کے قیدیوں کو فدیہ ادا کرنا تھا۔ جن کے پاس فدیہ ادا کرنے کے لیے مال نہ تھا انہوں نے دس دس انصارین کو لکھنا سکھایا تھا۔ جب قیدیوں کے فدیے کی بات چلی تو حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہوں۔" آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کو تیرے اسلام کا خوب علم ہے اگر تُو سچا ہے تو اللہ تجھے جزاء دے گا۔ بلکہ تُو اپنے علاوہ عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور اپنے حلیف عمرو بن مجدم کا فدیہ بھی ادا کر۔"

یہ سن کر حضرت عباس ؓ نے کہا۔

"میرے پاس کوئی مال نہیں۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"وہ مال کہاں ہے جو تو نے اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھا تھا اور اسے یہ تلقین کی تھی کہ اگر تم مارے جاؤ تو اتنا حصہ فضل کو اتنا عبداللہ کو اتنا عبیداللہ کو ملے؟"

یہ سنتے ہی حضرت عباس ؓ نے کہا۔

"مجھے خدا کی قسم ہے جس خدا نے آپ ﷺ کو یہ حق دے کر بھیجا ہے کہ اس مال کے بارے میں سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو علم نہ تھا۔ یہ بات یقیناً آپ ﷺ کو اللہ نے بتائی ہوگی کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔"

آنحضور ﷺ نے بلا کسی رو رعایت کے فرمایا:

"تیرا یہ 20 بیس اوقیہ سونا فدیے میں شمار نہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے۔"

یہ سن کر حضرت عباس ؓ نے اپنے بھائیوں کے بیٹوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

25۔ میں تو آسمان کی آواز بھی سنتا ہوں

اللہ نے آنحضور ﷺ کو بصارت کی طرح قوت سماعت بھی نہایت درجے کی عطا کی تھی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کرتے تھے۔

"میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے۔ اور میں جو سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔ میں تو آسمان کی آواز بھی سن لیتا ہوں۔" آسمان کی آواز کی طرح آنحضور ﷺ کو آسمان کے دروازے کے کھلنے کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ ایک بار جب حضرت جبرائیل ؑ آنحضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اوپر کی جانب سے آئی ہوئی کوئی آواز سنی تو سر مبارک اٹھا کر دیکھا۔ حضرت جبرائیل ؑ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ یہ آسمان کا ایک دروازہ جو آج ہی کھلا ہے یہ اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔"

26۔ اس رومال کو آگ جلا نہیں سکتی

عباد بن عبدالصمد روایت کرتے ہیں کہ ایک بار وہ حضرت انس بن مالک ؓ کے گھر میں تھے کہ کنیز سے کھانے کے لیے دسترخوان بچھانے کے لیے کہا گیا تو وہ ایک رومال بھی لائی جو میلا تھا۔ حضرت انس ؓ نے تنور گرم کرنے کو کہا اور پھر وہ میلا رومال اس میں ڈال دیا۔ رومال بجائے جلنے کے دودھ کی طرح سفید نکلا تو حضرت انس ؓ نے بتایا کہ یہ وہ رومال تھا جس سے رسول اللہ ﷺ اپنا چہرہ مبارک

صاف فرماتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے تنور میں ڈال کر صاف کر لیا جاتا ہے۔ آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

27۔ کوہ احد ہلنے لگا تھا

ایک بار رسول اللہ ﷺ کوہ احد پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کوہ احد نے ہلنا شروع کر دیا تو آنحضور ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اسے ٹھوکر لگا کر فرمایا۔

"اے احد! ساکن رہ کیونکہ تجھ پر اس وقت اللہ کا ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔"

28۔ اے اللہ اس کا نشانہ کبھی خطا نہ ہو

غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کفار پر تیر چلا رہے تھے اور آنحضور ﷺ کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ تیر چلاتے جاتے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے۔

"یا اللہ یہ تیر تیرا ہے اس سے تو اپنے دشمن کو ہلاک فرما۔"

یہ سن کر آنحضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

"یا اللہ! سعد کا نشانہ درست کر دے اور یہ جو دعا بھی کیا کرے اسے قبول فرماتے رہنا۔ اس دعا کی برکت سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک تو ایسے ماہر تیر انداز بن گئے کہ ان کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوتا تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ جو دعا کرتے وہ

دعا ضرور قبول ہوتی تھی۔

29۔ آنحضور ﷺ کا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو میرے بدن کا کوئی نہ کوئی حصہ آنحضور ﷺ کے جسم کے کسی نہ کسی حصے سے ضرور مس ہوتا تھا۔ اس کا اثر میرے ہاتھ اور جسم میں یہ ہوتا کہ میرا ہاتھ یا جسم کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا تھا۔ پھر یہ اثر دیر تک رہتا تھا۔

اس طرح حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا تو میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔

30۔ بکری کی ران نے گوشت سے زہر آلود ہونے کی خبر دی

فتح خیبر کے بعد یہودیوں کو پناہ دے دی گئی تھی مگر وہ پھر بھی اپنی ذلیل حرکتوں سے باز نہ آتے تھے۔ زینب بنت حارث یہودن تھی وہ مرحب کی بھاوج تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی جو آنحضور ﷺ نے قبول فرما لی تھی، اس بدبخت عورت نے بکری کے بھنے ہوئے گوشت میں زہر ملا دیا تھا۔ آپ ﷺ جب یہ گوشت کھانے لگے تو ران کے گوشت کا لقمہ لیتے وقت اسے نگلا نہیں بلکہ اگل دیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"بکری کی یہ ران مجھے خبر دے رہی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ زینب بنت حارث کو گرفتار کر کے آنحضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس

سے پوچھا۔

"تم نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے؟"

وہ بولی۔

"آپ کو کس نے خبر دی؟"

آنحضرت ﷺ نے بکری کی ران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس ران نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔"

یہ سن کر اس نے یہ تسلیم کر لیا تھا اور بتایا کہ اس نے یہ حرکت آپ ﷺ کو آزمانے کی خاطر کی تھی۔ اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا آپ ﷺ بھی دنیا کے باقی بادشاہوں کی طرح ہوئے تو زہر آلود گوشت کھانے سے جاں بحق ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو اللہ آپ کو خبردار کر دے گا۔ اور زہر آپ ﷺ پر اثر نہ کرے گا۔"

آنحضور ﷺ اپنی ذات کے لیے کسی دشمن سے کبھی بدلہ نہیں لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس یہودن کو معاف فرما دیا تھا۔ اس کھانے میں آنحضور ﷺ کے ساتھ بشر بن براءؓ بھی تھے۔ وہ جب اس زہر آلود گوشت کے کھانے سے انتقال فرما گئے تو ان کے قصاص میں اس یہودن کو سزائے موت دے دی گئی تھی۔

31۔ خسرو پرویز نے جب رسول اللہ ﷺ کے نامہء مبارک کو چاک کیا

آنحضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد عرب کے اردگرد کے ملکوں کے بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کی غرض سے خطوط لکھے تھے۔ خسرو پرویز کے نام خط حضرت عبداللہ بن حذافہ قرشی سہمیؓ کو دے کر بھیجا گیا تھا۔ خسرو پرویز نے رسول

اللہ ﷺ کا نامہء مبارک پھاڑ ڈالا تھا۔ جب یہ خبر آنحضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ خسرو پرویز نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ تم اس مدعی نبوت کے پاس جا کر کہو کہ وہ اس دعوے سے باز آ جائے ورنہ اس کا سر قلم کر کے ہمارے پاس بھیج دو۔

باذان نے اس کام کے لیے دو مصاحبین کو مدینہ روانہ کیا۔ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے انہیں ایک دو روز آرام کے لیے فرمایا۔ اگلے روز جب وہ دونوں خدمت رسول کریم ﷺ میں پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"کل رات اللہ تعالیٰ نے کسریٰ (خسرو پرویز) کو قتل کرا دیا۔ اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا۔" دونوں حیران ہوئے اور آنحضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ اس واقعہ کی اطلاع بادشاہ باذان کو کر دیں؟

آنحضور ﷺ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ فرمایا۔ کہ اسے یہ بھی بتا دو کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو اس کا ملک اسی کے پاس رہنے دیا جائے گا۔ دونوں مصاحبین واپس چلے گئے اور باذان کو سارا واقعہ سنایا۔ باذان کو خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ کا خط کچھ دنوں بعد آ گیا تھا۔ کہ اس نے اپنے باپ کو قتل کر کے سلطنت پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ واقعہ اسی رات پیش آیا تھا جس رات وہ دونوں مصاحبین مدینے میں ٹھہرے تھے۔ باذان مسلمان ہو گیا اور یمن میں موجود تمام ایرانی بھی اسلام لے آئے تھے۔

32۔ اللہ تم سے خوش ہو گیا ہے۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

''یا رسول خدا ﷺ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلایئے۔''

اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ صحابہ کرام تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''تم میں سے کون آج رات اس شخص کو مہمان رکھ سکتا ہے؟''

حضرت ابوطلحہ ؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! یہ آج رات میرا مہمان ہوگا۔''

وہ یہ کہہ کر مہمان کو گھر لے گئے۔ اور بیوی سے کہا کہ وہ مہمان کی خوب تواضع کرے یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں۔ بیوی نے جواب دیا۔

''گھر میں صرف بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا ہے اس کے علاوہ گھر میں کھانے کو کچھ بھی موجود نہیں۔''

حضرت طلحہ ؓ خاموش ہو گئے۔ پھر بیوی سے کہا۔

''جو کچھ بھی ہو ہمیں اس معزز مہمان کی خاطر تواضع تو ضرور کرنی ہے۔ کیونکہ یہ ہمارا نہیں رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے۔ تم ایسا کرو کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو جب وہ سو جائیں تو ہم کھانا لگا دیں گے خود بھی مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ جب مہمان کھانا شروع کر دے تو چراغ بجھا دینا۔ ہم مہمان پر یہی ظاہر کریں گے کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ مہمان نے کھانا کھا لیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت طلحہ ؓ کی بہت تعریف کی ان کی مہمان نوازی

کو سراہا۔ آپ ﷺ نے حضرت طلحہ ؓ سے فرمایا۔

''اے ابوطلحہ ؓ! تم نے مہمان کی خاطر اپنی جانوں پر جو تکلیف اٹھائی اس سے اللہ تم پر بہت خوش ہو گیا ہے۔'' اس موقعہ پر قرآن کی ایک آیت نازل ہوئی۔

33۔ توشہ دان کو بالکل نہ جھاڑنا

ایک بار حضرت ابوہریرہ ؓ چند کھجوریں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ ان کھجوروں میں دعائے برکت فرمائیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان کھجوروں کو اپنے دست مبارک میں لے کر دعائے برکت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''ابوہریرہ ؓ ان کو توشہ دان میں رکھ لو جب چاہو اس میں سے ضرورت کے مطابق نکال لیا کرو اور توشہ دان کو کبھی نہ جھاڑنا۔''

حضرت ابوہریرہ ؓ نے ایسا ہی کیا اور اس توشہ دان کو اپنی کمر سے باندھ لیا۔ وہ اس میں جب دل چاہتا خود بھی کھاتے دوسروں کو بھی کھجوریں پیش کرتے۔ راہ خدا میں بھی دیں مگر آنحضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت کی وجہ سے اس میں سے کھجوریں کبھی ختم نہ ہوتی تھیں۔

جس روز حضرت عثمان ؓ شہید ہوئے اس روز حضرت ابوہریرہ ؓ کا توشہ دان گم ہو گیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کو تو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک توشہ دان کے گم ہونے کا اور دوسرا غم حضرت عثمان ؓ کے شہید ہونے کا۔

34۔ جب سورج کی حرکت رُک گئی تھی

شبِ معراج کی صبح کو جب کفارِ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے قافلوں کے بارے میں جاننا چاہا تو آنحضور ﷺ نے ایک قافلے کی بابت فرمایا کہ وہ چہارشنبہ بدھ کے دن مکے پہنچے گا۔ قریش نے اس دن انتظار کیا قافلہ کسی وجہ سے اس روز مکہ نہ پہنچا۔ قریش قافلے کا انتظار بھی کر رہے تھے اور سورج کی طرف بھی دیکھ رہے تھے۔ سورج غروب ہونے والا تھا اور قافلہ دور دور تک کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے سورج کی حرکت رک جانے کی دعا فرمائی۔ اللہ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرماتے ہوئے آنحضور ﷺ کی خاطر دن میں اضافہ کر دیا اور سورج اس وقت تک غروب نہ ہوا جب تک وہ قافلہ مکے پہنچ نہ گیا۔

35۔ وہ گھر خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے۔ میں اسے اس کے شوہر کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں میرے پاس کوئی خوشبو نہیں آپ کچھ عنایت فرما دیں۔"

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

"میرے پاس خوشبو موجود نہیں مگر تم کل صبح ایک کھلے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔"

دوسرے روز وہ شخص یہ دونوں چیزیں لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں بازوؤں کا پسینہ اس شیشی میں ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر حضور ﷺ نے اس شخص کو شیشی دیتے ہوئے فرمایا۔

"یہ شیشی لے جاؤ اور اپنی بیٹی سے کہنا کہ اس لکڑی کو شیشی میں موجود پسینے میں تر کر کے جسم پر مل لیا کرے۔"

اس شخص نے وہ شیشی اور لکڑی اپنی بیٹی کو جا کر دی اور جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا تھا وہ بھی بتایا۔

وہ لڑکی جب وہ خوشبو لگاتی تو تمام اہلِ مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس گھر کا نام ہی "خوشبو والوں کا گھر" مشہور ہو گیا تھا۔

36۔ زمین حضور ﷺ کے لئے لپٹتی جاتی تھی

آنحضور ﷺ قدم مبارک قوت، وقار، استقلال اور تواضع سے اٹھاتے تھے جیسا کہ اہلِ ہمت و شجاعت کا قاعدہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے چلنے میں کسی کو رسول خدا سے بڑھ کر باوقار نہیں دیکھا۔ جب آنحضور ﷺ چلتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے زمین آنحضور ﷺ کے لئے لپٹی چلی جا رہی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضور ﷺ کے ساتھ چلتے وقت دوڑ رہے ہوتے تھے۔ مگر حضور ﷺ باوجود بے تکلف چلنے کے سب سے آگے رہتے تھے۔ بعض اوقات آپ ﷺ جان بوجھ کر پیچھے رہتے اور فرماتے۔

"میری پشت فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو۔"

رسول اللہ ﷺ جب پتھر پر چلتے تو پتھر نرم ہو جاتا تا کہ آپ ﷺ اس پر سے

آسانی سے گزر سکیں اور جب آنحضور ﷺ ریت پر چلتے تو ریت پر آپ کے قدم مبارک کے نشان نہ ہوتے تھے۔

37۔ ابوہریرہؓ یہیں ٹھہرو

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھیں اور وہ باوجود اپنی پوری کوشش کے اپنی ماں کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکے تھے۔ ایک بار جب حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی والدہ کو دعوت اسلام دی تو والدہ نے آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ بیٹے کو صدمہ پہنچا اور وہ روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا۔ آنحضور ﷺ نے بجائے برا منانے کے حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کے لئے یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔"

حضرت ابوہریرہؓ بہت خوش ہوئے اور گھر لوٹے تو دروازہ بند پایا۔ ماں نے بیٹے کے قدموں کی آہٹ سن کر کہا۔

"ابوہریرہؓ یہیں ٹھہرو۔"

پھر حضرت ابوہریرہؓ نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ ان کی والدہ نے جلدی جلدی غسل کر کے کپڑے پہنے اور دروازہ کھلتے ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی تھیں۔

38۔ جب اونٹ نے آنحضور ﷺ کے قدموں میں سر رکھ دیا

رسول اللہ ﷺ ایک روز کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک

اونٹ آپ ﷺ کی جانب آیا اور اس نے اپنا سر آنحضور ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ اور پھر اس کے مالک سے مخاطب ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ اونٹ مجھ سے تمہاری شکایت کر رہا ہے۔" جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس اونٹ کا مالک اس کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہے تو آنحضور ﷺ نے اس اونٹ کو اس کے مالک سے لے کر صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا۔

39۔ سرکش گھوڑا اطاعت گزار بن گیا

ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینے میں اچانک شور و غل سنائی دیا۔ لوگ جس طرف سے شور و غل کی آواز آ رہی تھی اس طرف دوڑے تو دیکھا کہ آنحضور ﷺ ایک نہایت سرکش اور منہ زور گھوڑے پر سوار آ رہے ہیں۔ گھوڑے پر کاٹھی بھی نہیں تھی آپ ﷺ نے لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ اب یہ سرکش گھوڑا نرم خو اور اطاعت گزر بن گیا ہے۔ میں نے اسے دریا کی مانند تیز رفتار پایا ہے۔"

دراصل رسول اللہ ﷺ کے سوار ہونے کے بعد وہ منہ زور اور سرکش گھوڑا اطاعت گزار ہو گیا تھا۔ اس روز کے بعد یہ گھوڑا نہ صرف یہ کہ سرکش نہیں رہا تھا بلکہ تیز رفتار اتنا ہو گیا تھا کہ کوئی دوسرا گھوڑا اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

40۔ چند روٹیاں ستر اسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کافی ہو گئی تھیں

ایک روز حضرت انسؓ کے والد حضرت ابوطلحہؓ باہر سے گھر آئے تو اپنی

اہلیہ اُم سلیم سے کہا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر بھوک کی شدت سے کمزوری کے آثار دیکھے ہیں۔ کیا گھر میں کھانے کو کچھ ہے کہ میں لے جا کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

اُم سلیم نے چند روٹیاں لپیٹ کر حضرت انس ؓ کے ہاتھ آنحضور ﷺ کے لیے بھیج دیں۔ جب حضرت انس ؓ یہ چند روٹیاں لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو وہاں مسجد کے اندر کئی صحابہ کرام ؓ بھی موجود تھے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت انس ؓ سے فرمایا۔

"یہ روٹیاں لے جاؤ ہم سب آپ کے گھر آ رہے ہیں۔" پھر حضور ﷺ ان صحابہ کرام ؓ کے ساتھ حضرت انس ؓ کے گھر پہنچے تو حضرت انس ؓ نے سارا معاملہ اپنے والد محترم حضرت ابوطلحہ ؓ سے بیان کیا۔ حضرت طلحہ ؓ نے گھر سے نکل کر راستے میں مہمانوں کا استقبال کیا۔ ام سلیم سے فرمایا۔

"کھانا لے آؤ۔"

حضرت انس ؓ کی والدہ محترمہ نے وہی چند روٹیاں حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے ان روٹیوں کے ٹکڑے کر کے ان میں گھی ملوا دیا۔ پھر ان پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ دس دس کر کے ستر اسی صحابہ کرام ؓ نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔

41۔ شہید کے لواحقین کے لئے بشارت

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے

اور مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا۔

"جابر ؓ! تم غمگین کیوں ہو؟"

میں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ غزوہ احد میں شہید ہوا۔ قرض بھی چھوڑ گیا اور عیال بھی۔"

یہ سن کر آنحضور ﷺ نے جابر ؓ سے فرمایا۔

"کیا میں تجھے بشارت نہ دوں کہ اللہ تیرے باپ سے کس طرح ملا ہے؟"

"اللہ نے شہدائے احد میں سے کسی سے بے پردہ کلام نہیں کیا مگر تیرے باپ سے روبرو کلام کیا اور کہا۔

"مجھ سے مانگ کہ تجھے عطا کروں۔"

تیرے باپ نے کہا۔

"اے پروردگار! تو مجھے حیاتِ دنیوی عطا کرتا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔"

رب العزت نے فرمایا:

"میری طرف سے وعدہ ہو چکا ہے کہ شہید، جامِ شہادت نوش فرمانے کے بعد دوبارہ دنیا کی طرف نہ لوٹیں گے۔"

42۔ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی لگاتار کئی کئی دن تک روزہ رکھتے تھے۔ درمیان میں یا تو افطار بالکل نہیں کرتے تھے یا تھوڑا سا کھا لیتے تھے۔ جب صحابہ کرام ؓ نے

بھی اس معاملے میں آنحضور ﷺ کی پیروی کرنی چاہی تو آنحضور ﷺ نے منع فرمادیا صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ خود کیوں کئی کئی دن تک افطار نہیں کرتے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ مجھ کو تو میرا خدا کھلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور خدا پلانے والا ہے جو مجھے پلاتا ہے۔"

43۔ جب آنحضور ﷺ انبیاء علیہ السلام کے امام اور اللہ کے مہمان ہوئے

ایک رات رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ کی حدود میں اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانی کے گھر میں آرام فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام سواری کے لئے براق لے کر آئے تھے۔ آنحضور ﷺ کے لئے بھیجا گیا یہ مقدس جانور خچر سے تھوڑا سا بڑا تھا جس کے لمبے لمبے کان تھے اور وہ بجلی کی طرح تیز رفتار تھا۔ براق پر سوار ہو کر آنحضور ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ بیت المقدس پہنچے۔ وہاں تمام انبیاء موجود تھے صفیں تیار تھیں کہ براق وہاں اترا۔ آنحضور ﷺ اس سواری کو باندھ کر خود امامت کے لیے مصلے پر جلوہ افروز ہوئے۔

نماز ادا ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ براق پر سوار آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔ ساتوں آسمانوں پر سات مختلف پیغمبروں نے آنحضور ﷺ سے ملاقات کی۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔

سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام رک گئے کہ اس مقام سے آگے ان کا گزر ممکن نہ تھا۔ آنحضور ﷺ تمام حجابات سے گزرتے ہوئے قاب قوسین پر پہنچے۔ یہاں آنحضور ﷺ کو اپنے پروردگار کا دیدار نصیب ہوا۔ ش

شبِ معراج اللہ نے آنحضور ﷺ کو تین طرح کے علوم عطا فرمائے۔ ایک علم صرف اور صرف آنحضور ﷺ کے لئے تھا۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس کا متحمل نہ ہو سکتا تھا۔

دوسرا علم وہ تھا جسے آنحضور ﷺ جسے چاہتے عطا کر سکتے تھے۔ تیسرا علم حضور ﷺ کو وہ عطا ہوا جس کو کائنات کے لئے عام فرما دیا گیا۔

شبِ معراج اللہ نے اپنے محبوب کو جنت، دوزخ اور دیگر بہت سے اسرار کا مشاہدہ کرایا۔ اپنے پروردگار کے ساتھ ملاقات کے بعد جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا بستر بدستور گرم تھا، دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی۔ گویا حضور ﷺ مکاں سے لامکاں تک کا سفر ایک پل میں طے کر آئے تھے۔

ابوجہل نے شبِ معراج کا واقعہ سنا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچا اور پوچھا۔

"اے ابوبکر ؓ کیا کوئی شخص رات ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتویں آسمان تک کا سفر کر کے واپس آ سکتا ہے؟"

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا۔

"نہیں۔"

ابوجہل خوش ہو گیا اور کہا:

"لیکن محمد ﷺ کہتا ہے کہ وہ راتوں رات بیت المقدس اور ساتویں آسمان تک ہو آیا ہے۔"

یہ سن کر حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا۔

”اگر محمد ﷺ ایسا کہتے ہیں تو وہ ضرور رات ہی رات میں بیت المقدس اور ساتویں آسمان تک ہو آئے ہیں۔ تمہیں اس بات پر حیرت کیوں ہو رہی ہے؟ میں تو آپ ﷺ کے بارے میں اس سے بڑی بات تسلیم کرتا ہوں۔ وحی کا معاملہ اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے۔ مگر میں اسے مانتا ہوں۔“

کفار نے آنحضور ﷺ سے کئی سوالات پوچھے جن سے واقعہ شب معراج کی تصدیق ہوتی تھی۔

44۔ جب حضرت فاطمہ ؓ کے لئے جنت کے پھل آئے۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنی بہت پیاری بیٹی حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو بیٹی نے اپنے بابا جان سے عرض کیا: بابا جان! تین روز سے میں نے حسین ؓ نے اور علی ؓ نے کچھ نہیں کھایا۔

آنحضور ﷺ نے رب العزت کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا فرمائی۔

اے رب! محمد ﷺ، فاطمہ ؓ بنت محمد کے لئے وہی کچھ بھیج جو تو مریم بنت عمران کے لیے بھیجا کرتا تھا۔ اس دعا کے بعد آنحضور ﷺ نے بیٹی سے فرمایا۔

اپنے کمرے میں چلی جاؤ اور حالت رکوع میں اللہ کی حمد کہو۔ پھر دیکھنا کیا نظر آتا ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ اپنے کمرے میں چلی گئیں تو بعد میں حضرت حسین ؓ اور حضرت علی ؓ اور آنحضور ﷺ بھی اس کمرے میں تشریف لے آئے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ قسم قسم کے پھلوں سے بھرا ہوا ایک طشت لئے کھڑا ہے۔ اس سے کستوری کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”اللہ کا نام لے کر بہت کھاؤ۔“

یہ کھانا سات روز تک کھایا گیا اور اس میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

45۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ کی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مکے پر فوج کشی کا ارادہ فرمایا تو پوری احتیاط سے کام لیا کہ قریش مکہ کو مسلمانوں کی جنگی تیاریوں کا علم نہ ہو سکے۔ جب آپ ﷺ نے مکہ کی جانب روانگی کی تیاری مکمل کر لی تو ایک بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو مسلمانوں کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دینے کے لیے ایک عورت کے ہاتھ خط بھیجا وہ عورت روانہ ہو چکی تھی کہ آنحضور ﷺ نے حضرت علی ؓ، حضرت زبیر ؓ اور حضرت مقداد ؓ سے فرمایا۔

”تم تینوں مکہ کی طرف چلے جاؤ۔ راستے میں دجاجہ کے باغ میں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس جو خط ہے وہ لے آؤ۔“

یہ تینوں حضرات تیز رفتار سواریوں پر مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔

”دجاجہ کے باغ میں اس عورت کو جا کر روکا اور خط کے بارے میں پوچھا۔

اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا تو اس کی تلاشی لی گئی مگر یہ خط نہ ملا۔

اس پر حضرت علی ؓ نے اس عورت سے کہا۔

”اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ خط سیدھی طرح ہمارے حوالے کرو ورنہ میں تمہارا سر تلوار سے جدا کر دوں گا۔“

حضرت علی ؓ نے میان سے تلوار نکال لی تھی۔ اس عورت نے اپنے بالوں

میں سے خط نکال کر انہیں دے دیا تھا۔ اس عورت کو خط سمیت آنحضور ﷺ کے روبرو پیش کیا گیا۔ خط پڑھا گیا تو اس کا مضمون یہ تھا۔

"حاطب بن بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم پر محمد ﷺ اور ان کی فوج حملہ کرنے والی ہے۔"

حاطب کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے جوش میں آ کر کہا۔

"یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"اے عمرؓ! حاطب بدری ہیں اور اللہ اہل بدر کے گناہ معاف کر چکا ہے۔"

پھر آنحضور ﷺ نے حاطب سے دریافت فرمایا۔

"اے حاطب تم نے یہ حرکت کیوں کی؟"

حاطب نے جواب دیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا سچا وفادار ہوں دراصل میرے کچھ عزیز و اقارب مکہ میں محصور ہیں میں نے صرف ان کی حفاظت کے خیال سے ایسا کیا۔ یہ سن کر آنحضور ﷺ نے حاطب کا قصور معاف کر دیا اور اس عورت کو بھی کوئی سزا نہ دی جو اس جرم میں شریک تھی۔

46۔ تُو سمندری مجاہدین کی اگلی صفوں میں ہے

ایک بار رسول اللہ ﷺ حضرت انسؓ کی خالہ اور حضرت عبادہؓ بن صامت کی بیوی حضرت ام حرام بنت ملحان کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے

حضور ﷺ کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد آپ سو گئے۔ نیند سے جاگے تو آنحضور ﷺ ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا:

"یا رسول اللہ ﷺ آپ کس چیز پر ہنس رہے تھے؟"

حضور ﷺ نے جواب دیا۔

"مجھے میری امت کے چند مجاہدین نظر آئے جو جہاد کی خاطر سمندر کی لہروں پر اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہیں۔"

حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیے کہ میں ان کے ساتھ جہاد میں شامل ہو جاؤں۔"

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"تو ان مجاہدوں کی اگلی صفوں میں ہے۔"

آنحضور ﷺ کی یہ بشارت اس وقت پوری ہوئی جب ام حرام ایک اسلامی لشکر کے ساتھ تھیں کہ سواری سے گر کر ان کی شہادت واقع ہوگئی۔ ان کی قبر مبارک جزیرہ قبرص میں ہے۔

47۔ اے اللہ! شیبہ سے شیطان کو دور فرما دے۔

غزوہ حنین کا موقع تھا کہ شیبہ بن عثمان نے (جو اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے) رسول اللہ ﷺ کو تنہا دیکھا تو اپنے والد اور چچا یاد آ گئے۔ جن کو حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا۔ شیبہ نے سوچا یہ بدلہ لینے کا اچھا موقع ہے۔

دائیں طرف آنحضور ﷺ پر حملہ کرنے کا رُخ کیا مگر اس طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کھڑا دیکھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تو آنحضور ﷺ کے چچا تھے۔ چاندی کی زرہ بکتر پہن رکھی تھی۔ پھر شیبہ نے بائیں طرف سے وار کرنا چاہا۔ تو ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب راستے میں حائل تھے۔

شیبہ پیچھے ہٹ گئے اور پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ قریب آ کر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ اپنے اور آنحضور ﷺ کے درمیان آگ کے شعلے دیکھے وہ ڈر گئے اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر الٹے پاؤں پیچھے بھاگ آئے۔

"رسول اللہ ﷺ بڑے اطمینان اور سکون سے کھڑے شیبہ کی یہ حرکتیں دیکھ رہے تھے۔ وہ جب آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر الٹے پاؤں بھاگ رہے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں آواز دی۔

"اے شیبہ! اے شیبہ! میرے قریب آؤ۔"

وہ تلوار ہاتھ میں لئے آنحضور ﷺ کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

"اے میرے پروردگار! شیبہ سے شیطان کو دور فرما دے۔"

حضور ﷺ کی اس دعا کے بعد شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کی طرف دیکھا تو ایک لمحے کے اندر ان کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔ اب اسی تلوار سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کفار سے جہاد کیا جس سے وہ آنحضور ﷺ سے انتقام لینے کا ارادہ کئے ہوئے تھے۔

48۔ اگر نہ تولتے تو ساری عمر کھاتے رہتے

ایک بدو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھانے کا سوال کیا۔

آنحضور ﷺ نے اس بدو کو جو کا آدھا وسق عنایت فرمایا۔ وہ اس کی بیوی اور اس کے مہمانوں نے یہ کئی روز تک کھائے مگر وہ کم نہ ہوئے۔

پھر ایک روز اس نے وہ جو تول لئے تو وہ کم ہونے لگے اور آخر کار ختم ہو گئے۔ بدو نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر تو جو نہ تولتا تو ساری عمر کھاتے رہتے اور وہ پھر بھی کم نہ ہوتے۔"

49۔ جب ہرنی نے اپنا وعدہ پورا کیا

ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک سنگلاخ وادی سے گزر رہے تھے کہ کسی جانور کی آواز سنائی دی۔

یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرمائیے۔

آپ ﷺ نے دیکھا تو ایک ہرنی رسیوں سے بندھی ہوئی ہے اور ایک مسلح بدو قریب ہی دھوپ میں سویا ہوا ہے۔ ہرنی نے کہا۔

یا رسول اللہ ﷺ! اس بدو نے مجھے شکار کر لیا ہے۔ اس وادی میں میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر آپ ﷺ مجھے کھلوا دیں تو میں بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔"

حضور ﷺ نے فرمایا۔

"کیا تم واقعی واپس آ جاؤ گی؟"

ہرنی نے عرض کیا:

"اگر میں اپنا وعدہ پورا نہ کروں تو اللہ مجھے دردزہ کے عذاب سے ہلاک

کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہرنی کی رسیاں کھول دیں۔ وہ آزاد ہوتے ہی دوڑی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آنحضور ﷺ نے اسے دوبارہ رسیوں سے باندھ دیا۔ اتنے میں بدو کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا تھا۔ عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ میں نے تھوڑی دیر پہلے یہ ہرنی پکڑی تھی کیا آپ ﷺ کو اس کی ضرورت ہے؟“

حضور ﷺ نے فرمایا:

”ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے۔“

یہ سن کر بدو نے کہا:

”میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ ﷺ بخوشی یہ ہرنی لے لیں۔“

”رسول اللہ ﷺ نے ہرنی اس بدو سے لی اور اسے آزاد کر دیا۔ ہرنی اس قدر خوش تھی کہ آنحضور ﷺ کے گرد خوشی سے چوکڑیاں بھر رہی تھی۔ اس کے بعد وہ اللہ کی واحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی۔

50۔ تیرے نصیب میں شہادت ہے گھر میں آرام سے بیٹھ

جنگ بدر کا موقعہ تھا کہ اُم ورقہ بنت عبداللہ بن حارث انصاریہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دیجئے۔ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی۔ ہوسکتا ہے اللہ مجھے بھی شہادت نصیب فرما دے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا فرمائے گا تو اپنے گھر میں آرام سے بیٹھ۔“

اس صحابیہ کو آنحضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اپنے اہل خانہ اور ہمسایہ خواتین کو اپنے گھر میں نماز باجماعت پڑھایا کرے۔ ان کے گھر میں ایک غلام اور ایک لونڈی تھی جن سے انہوں نے کہہ رکھا تھا کہ میری وفات کے بعد تم آزاد ہو۔ ان دونوں نے مل کر اس صحابیہ کو شہید کر دیا اور خود بھاگ گئے۔

یہ حضرت عمر فاروق ؓ کا دورِ خلافت تھا۔ دونوں قاتلوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جنہیں پھانسی کی سزا ملی۔ حضرت ام ورقہ ؓ کی شہادت پر حضرت عمر ؓ نے کہا:

”رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ آنحضور ﷺ اکثر کہا کرتے تھے کہ آؤ شہید کے ہاں حاضری دے آئیں۔“

51۔ جب گونگا بول پڑا

حضرت شمر بن عطیہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ہمراہ اس کا گونگا بچہ بھی تھا۔ اس عورت نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا گونگا ہے۔ اس نے پیدائش سے اب تک کوئی بات نہیں کی یہ سن کر آنحضور ﷺ نے اس لڑکے سے فرمایا:

”اے بچے میں کون ہوں؟“

بچے نے جواب دیا:

”آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔“

اس کے ساتھ ہی اس لڑکے کی زبان کھل گئی تھی۔

52۔ یہ تمہارے آگے پیچھے روشنی کرے گی۔

ایک رات رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء کے لئے گھر سے نکلے۔ رات اندھیری تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی۔ اچانک بجلی چمکی تو آنحضور ﷺ نے قتادہ بن نعمان انصاری کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے قتادہ ؓ کو آواز دی۔

جواب ملا: "لبیک یا رسول اللہ ﷺ۔ میں نے سوچا اندھیری رات ہے مسجد میں نمازی کم ہوں گے مجھے مسجد میں پہنچ کر جماعت میں شامل ہونا چاہیے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"نماز کے بعد مجھ سے مل کر جانا۔"

حضرت قتادہ ؓ نماز کے بعد آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک ڈالی دی اور فرمایا:

"کھجور کی یہ ڈالی دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔" حضرت قتادہ ؓ کھجور کی اس ڈالی کو لے کر گھر کی طرف چلے تو جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور ڈالی ان کے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرتی رہی۔

53۔ پتھر حضور ﷺ کے لئے نرم ہو گئے۔

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک ایک پتھر کی طرف جھکایا تاکہ مشرکین سے اپنا جسم مبارک چھپا لیں۔ وہ پتھر ایسا نرم ہوا کہ حضور ﷺ کا سر مبارک اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پتھر اب تک باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس طرح مکہ مکرمہ کے ایک درے میں آنحضور ﷺ نے ایک سخت

پتھر کو سہارا لینے کے لئے پکڑا تو وہ ایسا نرم ہو گیا کہ حضور ﷺ کے دونوں بازوؤں کے نشان اس پر ثبت ہو گئے۔ حج کے لئے جانے والے لوگ اس پتھر کی زیارت کرتے ہیں۔ اس طرح شبِ معراج میں صحرہ بیت المقدس آنحضور ﷺ کے لئے خمیر کی مانند نرم ہو گیا تھا۔ یہ صحرہ بیت المقدس میں ایک چٹان ہے جس پر ایک عبادت گاہ بنی ہوئی ہے۔ شبِ معراج آنحضور ﷺ نے اس سے اپنا براق باندھا تھا۔ اسے لوگ آج تک متبرک سمجھ کر اپنے ہاتھ سے چھوتے ہیں۔

44۔ آنحضور ﷺ کے لحافِ مبارک سے شفا مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ جو چیزیں زندگی میں استعمال کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ کے پاس محفوظ تھیں۔ انہیں ایک کمرے میں بحفاظت رکھا گیا تھا وہ ہر روز ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جو کوئی ملنے آتا اسے بھی ان کی زیارت کرواتے تھے۔ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا ایک تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزے، ایک لحاف، ایک چکی اور ایک ترکش مع چند تیر تھے۔ لحاف میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کا اثر تھا۔ ایک شخص کو حکیموں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ اسے کہیں سے شفا نہ ملتی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ کی اجازت سے حضور ﷺ کے سر مبارک کے اثر والی جگہ سے کچھ دھو کر اس بیمار کی ناک میں ٹپکایا گیا تو وہ تندرست ہو گیا تھا۔

55۔ فرشتے آنحضور ﷺ کے بالوں کے گرد قرآن پڑھتے تھے

رسول اللہ ﷺ کے دو بال حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے تبرک کے طور پر اپنے

گھر میں رکھ لیتے تھے۔ انہیں تلاوت قرآن حکیم کی نہایت خوش الحان آواز آتی تھی۔ ایک بار جب ایسا ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے چاروں طرف حیرت سے دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ اگلے روز انہوں نے یہ ساری بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''ابوبکرؓ! کیا تم نہیں جانتے کہ میرے بالوں کے گرد فرشتے جمع ہو کر قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں۔''

56۔ بارش صرف اسلامی لشکر کے لئے برسی

جب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو گرمی سخت تھی۔ ایک پڑاؤ پر تو پیاس سے سبھی نڈھال تھے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ لشکر میں شامل سب کا پیاس سے برا حال ہے بارش کے لئے دعا فرمایئے۔'' آنحضور ﷺ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی تو آسمان سے بارش کا پانی خوب برسا۔ پانی کے سارے برتن بھر لئے گئے تھے۔ اب جو نظر اٹھا کر دیکھا تو یہ بارش صرف اتنی جگہ پر برسی تھی جہاں لشکر اسلام ٹھہرا ہوا تھا۔ لشکر کی حدود سے باہر کہیں بارش نہیں ہوئی تھی۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کا اعجاز تھا۔

57۔ اے اللہ! اسے زمین قبول نہ کرے

رسول اللہ ﷺ نے محکم بن جثامہ کو عامر بن الاضبط کی ماتحتی میں ایک جنگ پر روانہ فرمایا تھا۔ محکم اور عامر میں کوئی پرانی رنجش پائی جاتی تھی۔ جب وہ ایک

وادی میں پہنچے تو محکم نے دھوکے سے عامر کو قتل کر دیا۔ جب یہ افسوسناک خبر آنحضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ کو رنج ہوا۔ آپ ﷺ نے محکم کو یوں بددعا دی۔

''اے محکم! اللہ کرے تجھے زمین قبول نہ کرے۔''

ایک ہفتے کے بعد محکم مر گیا۔ اسے جب دفنانے لگے تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ کئی جگہ اس کی نئی قبر کھودی مگر ہر زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ آخر میں تنگ آ کر اسے ایک غار میں پھینک کر اس غار کے منہ پر پتھروں کی ایک دیوار بنا دی گئی تھی۔

58۔ وہ میری احادیث میں سے کچھ نہ بھولے گا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے سے قبل صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔

''جو شخص میری اس دعا کے ختم ہونے تک اپنا کپڑا بچھائے رکھے گا وہ میری احادیث میں سے کبھی کچھ نہ بھولے گا۔''

حضرت ابوہریرہؓ ان صحابہ کرامؓ میں شامل تھے۔ ان کے پاس سوائے ایک کمبل کے اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ انہوں نے وہی کملی بچھا دی۔ جب آنحضور ﷺ نے اپنی دعا ختم کی تو حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی کملی لپیٹ کر سینے سے لگالی۔ اس دعا کی برکت کا اثر یہ ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ آخر تک رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو نہیں بھولے۔ آنحضور ﷺ کی بہت زیادہ احادیث کی روایت ان سے ہی ہے۔

59۔ آنحضور ﷺ نے حضرت انسؓ کو دُعا دی

ایک بار حضرت انسؓ کی والدہ ماجدہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا انس آپ ﷺ کا ادنیٰ غلام ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیے۔

حضور ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔

''یا اللہ تو اس کا مال اور اس کی اولاد کو زیادہ کر اور جو نعمت تو نے اسے عطا کی ہے اس میں برکت دے۔ اس کی عمر دراز کر اور اسے جنت میں میرا رفیق بنا۔''

رسول اللہ ﷺ کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور حضرت انس بن مالک ؓ کے باغ میں کھجوروں کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیتے تھے۔ ان کی اولاد سو سے زیادہ تھی اور انہوں نے ننانوے سال کی عمر پائی۔ حضرت انس ؓ عمر کے آخری حصے میں کہا کرتے تھے۔

مجھے پورا یقین ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی دعا کے باقی حصے میرے حق میں پورے ہوئے ہیں آنحضور ﷺ کی دعا کے مطابق جنت میں ان کا رفیق بھی ہوں گا۔

60۔ اللہ کا گھر بتوں سے کیسے پاک ہوا۔

جب فتح مکہ کے دن آنحضور ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو مہاجرین اور انصار آپ ﷺ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں تھے۔ آپ ﷺ نے پہلے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور پھر طواف کیا۔ اس وقت خانہ کعبہ میں 360 بت تھے جو سیسے کے ساتھ پتھروں میں نصب کیے گئے تھے۔ اگر کوئی مضبوط اور طاقتور آدمی بھی چاہتا تو کسی ایک بت کو بھی اس کی جگہ سے ہٹا نہ سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی ہاتھ میں لی اور ایک ایک بت کو اس لکڑی کے ہلکے سے اشارے سے گرا دیا۔

آپ ﷺ اس لکڑی سے بتوں کی طرف اشارہ فرماتے وقت یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے تھے۔

''حق آیا اور باطل نکل بھاگا۔ بیشک باطل بھاگنے والا ہے۔''

آنحضور ﷺ جس بت کی طرف بھی اشارہ فرماتے وہ بت منہ کے بل زمین بوس ہو جاتا یہاں تک کہ 360 بت گر گئے اور یوں اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کر دیا تھا۔

61۔ جب سنگریزوں نے تسبیح پڑھی

ایک روز حضرت ابوذر ؓ دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے گھر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ گھر پر موجود نہ تھے۔ خادم سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے گھر میں ہیں۔ حضرت ابوذر ؓ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضور ﷺ موجود ہیں اور اس وقت آپ ﷺ کے پاس کوئی اور نہیں ہے۔ حضرت ابوذر ؓ نے سلام کیا تو نبی پاک ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا۔

''ابوذر ؓ تجھے کیا چیز یہاں لائی؟''

حضرت ابوذر ؓ نے جواب دیا۔ ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت۔''

پھر باری باری حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان غنی ؓ تشریف لائے تو ان سے بھی یہی پوچھا گیا۔ اور جواب میں انہوں نے بھی وہی کچھ کہا جو ابوذر ؓ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا تھا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے سات یا نو سنگریزے ہاتھ میں لئے تو ان سنگریزوں نے تسبیح پڑھی۔ تسبیح پڑھنے کی آواز شہد کی مکھیوں کی

جھنجھناہٹ جیسی تھی، آپ ﷺ نے ان سنگریزوں کو دوبارہ زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئے۔ اب آنحضور ﷺ نے باری باری وہ سنگریزے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھے تو ان سنگریزوں نے وہاں بھی تسبیح پڑھی اور آواز شہد کی مکھیوں کی جھنجھناہٹ جیسی تھی۔ جب حضور ﷺ نے آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لے کر ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئے تھے۔

62۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھوک

ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک سے بے چین تھے۔ راستے میں آ بیٹھے اور فیصلہ کیا کہ سوال کسی سے نہ کروں گا۔ جس کسی نے مجھے بھوکا سمجھ کر کھلا دیا کھا لوں گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ باری باری ادھر سے گزرے۔ سلام دعا ہوئی مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا۔

اس عرصے میں رسول ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں اپنے ہمراہ گھر لے آئے۔ گھر میں دودھ کا ایک پیالہ موجود تھا جو کہیں سے ہدیہ میں آیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا کر لے آؤ۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا دودھ تو صرف ایک پیالہ ہے اصحاب صفہ آئیں گے تو کیا ہو گا۔ اگر حضور ﷺ دودھ کا یہ پیالہ مجھے ہی دے دیتے تو اچھا تھا۔ آنحضور ﷺ کا حکم تھا فوراً اُٹھے اور اصحاب صفہ کو بلا کر لے آئے۔

آنحضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”ان سب کو دودھ پلاؤ۔“ جب سب دودھ پی چکے تو آنحضور ﷺ نے پیالے پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”اب ہم اور تم رہ گئے ہیں بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دودھ پی لیا۔ تو آنحضور ﷺ نے مزید دودھ پینے کو کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔

”یا رسول اللہ ﷺ میں نے سیر ہو کر دودھ پی لیا ہے۔“

اس کے بعد آنحضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر باقی کا دودھ نوش فرمایا۔

63۔ اس کا معاملہ اپنے اللہ سے سچا تھا

ایک بدو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا پھر آنحضور ﷺ سے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کروں گا۔ آنحضور ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ اس بدو کا خیال رکھنا۔ خیبر کی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی۔ جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو اس بدو کا حصہ بھی الگ کیا گیا۔ یہ بدو مسلمانوں کے جانور چراتا تھا وہ شام کو واپس آیا تو اس کا حصہ اسے دیا گیا۔

اس نے یہ مال دیکھا تو پوچھا۔

”بھائیو یہ کیا ہے؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا۔

”رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے تمہارا حصہ بھجوایا ہے۔“

اس نے یہ سن کر کہا۔

"میں اس غرض کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں ہوا تھا بلکہ میں تو آپ ﷺ کے ساتھ اس لئے ہوا تھا کہ میرے حلق میں تیر لگے اور میں جنت میں چلا جاؤں گا۔"

آنحضور ﷺ نے جب اس بدو کی یہ بات سنی تو فرمایا۔

"اگر اللہ سے تیرا معاملہ سچا ہے تو اللہ تیری یہ آرزو بھی پوری کرے گا۔"

جب جنگ ہوئی اور رسول خدا میدان جنگ سے گزرے تو اس بدو کو شہید پایا

آپ ﷺ نے پوچھا۔

"کیا یہ وہی اعرابی ہے؟"

لوگوں نے جواب دیا۔"جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ یہ وہی ہے۔"

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

اس شخص کا معاملہ اللہ سے سچا تھا اللہ نے بھی اس کو سچا کر دیا۔

64۔ فضالہ بن عمیر! کیا سوچ کر آئے ہو؟

فضالہ بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ حرم شریف آئے۔ حضور ﷺ اس وقت خانہ کعبہ میں طواف کر رہے تھے جب فضالہ حملہ کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ کی ان پر نظر پڑی۔

آپ ﷺ نے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

"فضالہ!"

جواب ملا۔

"جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! میں فضالہ ہی ہوں۔"

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"فضالہ! کیا سوچ کر آئے تھے؟"

کہا: "کچھ نہیں اللہ کو یاد کر رہا تھا۔"

آنحضور ﷺ یہ جواب سن کر مسکرائے اور دوبارہ فرمایا۔

"فضالہ! اللہ سے توبہ کرو۔"

پھر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھا جس سے ان کے دل میں جو بے چینی تھی وہ دور ہو گئی۔ ارادہ بدل گیا۔

فضالہ جب تک زندہ رہے اکثر یہ کہا کرتے تھے۔

"آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر جب ہٹایا تھا تو آپ ﷺ مجھے اتنے پیارے اور اچھے لگنے لگ گئے تھے کہ جیسے آپ ﷺ سے زیادہ دنیا میں پیاری شے کوئی پیدا ہی نہیں ہوئی۔"

65۔ مجھے بچانے والا اللہ ہے

رسول اللہ ﷺ غزوہ نجد سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درختوں تلے آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔

آنحضور ﷺ بھی ایک درخت کے سائے میں لیٹے تو سو گئے۔ آپ ﷺ کی

تلوار درخت کی ایک شاخ کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ اچانک ایک بدو جو شاید ایسے موقعہ کی تلاش میں تھا چپکے سے آگے بڑھا۔ آپ ﷺ کی تلوار اتار کر نیام سے نکالی اور سامنے آ گیا۔

آنحضور ﷺ ہوشیار ہوئے تو دیکھا ایک بدو ننگی تلوار ہاتھ میں لیے سر پر کھڑا ہے۔

بدو نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

"اے محمد ﷺ! بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟"

"رسول اللہ ﷺ نے پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ بغیر کسی ڈر اور خوف کے جواب دیا۔

"اللہ!"

یہ سننا تھا کہ بدو کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی اور وہ معافی مانگنے لگا تھا۔

66۔ حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ ایک واقعہ

ایک دفعہ کوئی شخص آنحضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو گالیاں دے رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کی گالیاں سنتے رہے۔ حضور ﷺ مسکرا رہے تھے۔

آخر کار حضرت ابوبکر ؓ کو بھی غصہ آ گیا اور انہوں نے بھی جواب میں اس شخص کو ایک سخت بات کہہ دی۔ ان کی زبان سے یہ بات نکلتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پہ ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ فوراً وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ حضرت ابوبکر ؓ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ وہ شخص مجھے گالیاں بک رہا تھا اور آپ ﷺ مسکرا رہے تھے مگر جب میں نے اسے جواباً ایک ہی سخت بات کہی تو آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہو کر چل پڑے۔"

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر ؓ! جب تک تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ تھا اور وہ تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا لیکن جونہی تم نے غصے میں آ کر جواب دیا وہ فرشتہ وہاں سے چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آ گیا تھا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔"

67۔ رسول اللہ ﷺ سے یار غار کی محبت

ایک روز رسول اللہ ﷺ کی مسجد حرام میں تشریف آوری حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہمراہ ہوئی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دی۔ یہ پہلی بار تھی کہ کسی نے یوں کھلے بندوں حرم شریف میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ہو۔

مشرکین یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر ؓ پر ٹوٹ پڑے اور انہیں زخمی کر دیا۔ ان کے اہل قبیلہ انہیں چھڑا کر گھر لے آئے۔ وہ کافی دیر سے بے ہوش رہے جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ پوچھا۔

"رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟"

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بہن اس وقت مسلمان ہو چکی تھیں مگر کسی کو بتایا نہیں تھا۔ ان کی والدہ تک کو اس کی خبر نہ ہوئی تھی جب تک آنحضور ﷺ کی

خیریت کی اطلاع نہ ملی بے چین رہے اور فرمایا۔

"واللہ! اس وقت تک کچھ کھاؤں پیوں گا نہیں جب تک مجھے رسول اللہ ﷺ نظر نہیں آتے۔" ان کی والدہ حضرت ابوبکرؓ کو سہارا دے کر آنحضور ﷺ کے پاس دارارقم لے گئیں۔ انہیں دیکھ کر نبی پاک ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ اور آپ ﷺ نے جھک کر انہیں چوم لیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ یہ میری ماں اپنے بیٹے کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں ان کو دعوت اسلام دیجئے اور دعا فرمائیے کہ اللہ ان کو دوزخ کی آگ سے بچالے۔"

آنحضور ﷺ نے دعا بھی فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی والدہ کو اسلام کی دعوت بھی دی۔ وہ مسلمان ہو گئی تھیں۔

68۔ میں سفینہ ہوں رسول اللہ ﷺ کا غلام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ ایک کشتی میں سوار سمندری سفر کر رہے تھے۔ اس دوران سمندری طوفان سے کشتی ٹوٹ گئی۔ صرف ایک تختہ اس ٹوٹی ہوئی کشتی کا حضرت سفینہؓ کے ہاتھ لگا اور وہ اس پر سوار ہو گئے۔ اس تختے پہ وہ سوار ہو کر ساحل تک پہنچے اور وہاں سے جنگل میں نکل گئے۔ ایک شیر اچانک سامنے آ گیا۔ وہ ان پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ فوراً شیر سے مخاطب ہو کر بولے۔

"میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں۔"

حضرت سفینہؓ کا یہ کہنا تھا کہ شیر کے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے ان

کے ساتھ چل کر انہیں بحفاظت جنگل عبور کرا دیا تھا۔

69۔ بھیڑیے نے رسول اللہ ﷺ کے سچا ہونے کی گواہی دی

اہبان بن اوس اسلمی مدینہ طیبہ سے تین میل دور بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے پاس آیا اور ایک بکری پکڑ لی۔ اہبان ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ انہوں نے بھیڑیے کا پیچھا کیا اور بکری چھڑا لی۔ بھیڑیا ریت کے ایک تودے پر چڑھ گیا اور اہبان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا جو میرے اور میرے رزق کے درمیان اس طرح حائل ہوتا ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے؟"

اہبان حیران ہوئے کہ بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے انہوں نے تو اس سے پہلے ایسا کوئی بھیڑیا نہ دیکھا تھا جو باتیں کرتا ہو۔

بھیڑیے نے کہا۔

"سن میں تو اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات تجھے بتاتا ہوں وہ جو نخلستان تجھے نظر آ رہا ہے وہاں ایک شخص محمد ﷺ ہے جو لوگوں کو ان کے ماضی کے معاملات کی بھی خبر دیتا ہے اور آنے والے دور کے معاملات کی بھی۔"

یہ کہہ کر بھیڑیا تو چلا گیا مگر اہبان اپنا ریوڑ ہانکتا ہوا مدینے پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑیے والا پورا واقعہ بتایا پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

70۔ جب مدینہ میں قحط پڑا

رسول اللہ ﷺ کو پردہ فرمائے ایک سال گزرا تھا کہ مدینہ میں قحط پڑا۔ لوگ

پریشان ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی خدمت میں پہنچے۔ ام المومنین ؓ نے فرمایا:

تم لوگ ایسا کرو کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تا کہ آنحضور ﷺ کی قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا اور خوب بارش برسی، ہر طرف سبزہ نظر آتا تھا۔ اونٹوں کو کھانے کے لئے سبز گھاس ملی تو وہ خوب موٹے تازے ہو گئے اس سال کو اس مناسبت سے عام الفتق کہا گیا۔

اس واقعہ کے بعد سے جب بھی مدینہ طیبہ میں قحط پڑے اس روشن دان کو کھول دیا جاتا ہے۔

71۔ جب حضرت خالد بن ولید ؓ کی ٹوپی گم ہوئی۔

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید ؓ کی ٹوپی گم ہو گئی۔ تلاش کے بعد انہیں ٹوپی مل گئی تو انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ

"ایک روز رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور سر کے بال منڈوائے تو لوگ آپ ﷺ کے موئے مبارک لینے کے لے دوڑے۔ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کے چند بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ لئے تھے۔ ہر اس لڑائی میں مجھے فتح نصیب ہوئی جس میں یہ ٹوپی میرے پاس رہتی۔"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید ؓ کی ٹوپی گر گئی۔ تو اس کے لئے انہوں نے مڑ کر سخت حملہ کیا اور کئی مسلمان شہید ہوئے۔ صحابہ کرام ؓ نے ان پر اعتراض کیا تو حضرت خالد ؓ نے جواب دیا۔

میں نے یہ حملہ اپنی ٹوپی کے لئے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے لئے کیا تھا جو اس ٹوپی میں تھے۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان بالوں کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔

72۔ شاہ عبدالرحیم کو خواب میں موئے مبارک عطا ہوئے

ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ دہلوی کے والد محترم شاہ عبدالرحیم کو بخار آ گیا۔ بیماری نے طول پکڑا تو وہ زندگی سے ناامید سے ہو گئے۔ ان پر غنودگی طاری تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

"بیٹا! تیرا کیا حال ہے؟"

پھر آنحضور ﷺ نے شاہ عبدالرحیم کو اپنی گود میں لے لیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو موئے مبارک عطا کئے۔ وہ نیند سے بیدار ہوئے تو دونوں موئے مبارک تکیے کے نیچے موجود تھے۔ ان کی بیماری کی شدت میں بہت حد تک کمی آ گئی تھی۔ شاہ عبدالرحیم نے دونوں موئے مبارک بڑے احترام کے ساتھ محفوظ کر لیے تھے۔ ہر سال وہ خود بھی 12 ربیع الاول کو ان کی زیارت کرتے اور دوسروں کو بھی زیارت کراتے۔ یہ دونوں موئے مبارک جڑے ہوئے تھے۔ مگر جب درود شریف پڑھا جاتا تو وہ الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔

ایک مرتبہ منکرین میں سے تین سو افراد نے موئے مبارک کا امتحان لینا چاہا اور مناظرہ طول پکڑ گیا تو موئے مبارک کو دھوپ میں لے جایا گیا۔

فوراً ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا اور اس نے موئے مبارک پر سایہ کر لیا تھا

ایک منکر نے توبہ کر لی۔

دوسرے نے کہا۔

"میں نہیں مانتا یہ محض اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔"

موئے مبارک کو پھر دھوپ میں لے گئے تو بادل نے پھر سایہ کر لیا تھا۔ وہ منکر بھی توبہ کر چکا تھا۔ تیسرے کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔

73۔ تم بخیر و خیریت منزل پر پہنچ جاؤ گے

ابوالعباس ایک بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ سمندر میں طوفان آ گیا جہاز ڈوبنے لگا تو انہوں نے یوں دعا کی:

"اے اللہ! اپنے نبی اُمّی کی حرمت کے صدقے میں مجھے بچا لے اور سلامت رکھ۔"

وہ ابھی اس دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ڈوبتے ہوئے بحری جہاز کے گرد فرشتے نظر آئے۔ ابوالعباس کو سلامتی کی بشارت دی گئی۔ انہوں نے جہاز کے باقی مسافروں کو بھی سلامتی کی خوشخبری سنائی اور بتایا کہ وہ سب اگلی صبح بخیر و خیریت اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے۔

74۔ جب بیڑیاں ٹوٹ کر گر گئیں

جزیرہ سقر کا ایک شخص دشمنوں کے ہاتھوں قیدی بنا لیا گیا تھا۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئی تھیں۔ وہ بار بار یا رسول اللہ ﷺ! یا رسول اللہ ﷺ پکارتا اور فریاد کرتا۔

دشمنوں نے طنزاً کہا:

"اپنے رسول ﷺ سے کہو تمہیں چھڑا لے۔"

رات ہوئے تو ایک شخص اس قیدی کے پاس آیا اور کہا:

"اذان کہو!"

اس نے کہا:

"تم دیکھ نہیں رہے کہ میں کس حال میں ہوں!"

اس شخص نے کہا:

"میں دیکھ رہا ہوں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم اذان دو۔"

وہ شخص تو یہ کہہ کر چلا گیا اور وہ قیدی اذان دینے لگا جب اس نے "اشہد ان محمد الرسول اللہ" کہا تو اس کے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں اور پاؤں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔ پھر اسے سامنے ایک باغ نظر آیا۔ وہ اس باغ میں داخل ہو کر پھرنے لگ گیا تھا۔ اسے اسی باغ میں ایک ایسا راستہ مل گیا تھا جس پر چل کر وہ اپنے وطن واپس پہنچ گیا تھا۔

75۔ قیدی کو رہائی مل گئی۔

ایک بار اندلس میں کسی شخص کا بیٹا رومیوں کی قید میں چلا گیا۔ اس شخص کا جب کوئی چارہ نہ رہا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فریاد کرنے اپنے شہر سے باہر نکلا۔ راستے میں اسے کوئی شخص ملا اور پوچھا۔

"کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"

اس نے جواب دیا۔

"میرا بیٹا رومیوں کا قیدی بن گیا ہے۔ وہ اس کی آزادی کے لئے تین سو

دینار فدیہ مانگتے ہیں۔ میں غریب آدمی ہوں میرے پاس یہ رقم نہیں ہے۔ میں اپنی فریاد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا ہوں۔"

اس واقف کار نے کہا۔

"یہ معاملہ آنحضور ﷺ کے پاس لے کر جانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔"

مگر اس شخص کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا اور لختِ جگر کی آزادی اور رہائی کا معاملہ تھا۔ وہ شخص مدینہ طیبہ پہنچا، آنحضور ﷺ تو پردہ فرما چکے تھے وہ سیدھا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا۔ درخواست کی تو خواب میں حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم اپنے وطن واپس لوٹ جاؤ تمہارا بیٹا رہا ہو کر آ جائے گا۔"

وہ واپس شہر پہنچا تو اس کا بیٹا گھر پہنچ چکا تھا۔ باپ نے جب پوچھا کہ وہ کیوں کر رومیوں کی قید سے آزاد ہو کر آ گیا ہے تو اس نے بتایا کہ فلاں رات اسے اور کچھ دوسرے قیدیوں کو رہائی مل گئی تھی۔ اس نے حساب لگایا تو یہ وہی رات تھی جس رات اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے روضہء مبارک پر حاضری دے کر اپنی درخواست پیش کی تھی۔

76۔ غرناطہ میں رہتے ہوئے ایک بیمار تندرست ہو گیا۔

غرناطہ (اندلس) میں ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ حکیموں اور طبیبوں نے اسے لاعلاج قرار دیکر اس کا علاج چھوڑ دیا تھا۔ وزیر مملکت ابوعبداللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک خط آنحضور ﷺ کے نام لکھا۔ یہ خط ایک معتبر فرد کے ہاتھ مدینہ طیبہ بھجوا دیا گیا تھا۔ جب اس خط میں لکھے گئے اشعار روضہ رسول ﷺ پر پڑھے گئے

تو مریض اسی وقت اپنے شہر میں صحت یاب ہو گیا۔ خط لے کر جانے والا شخص واپس غرناطہ پہنچا تو دیکھا جس شخص کو وہ بیمار چھوڑ کر گیا تھا وہ اس طرح تندرست و توانا ہو چکا ہے کہ جیسے وہ کبھی بیمار پڑا ہی نہ تھا۔

77۔ جب امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف لکھا

امام شرف الدین بوصیری نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے۔ ان میں سے چند وزیر زین الدین یعقوب کی درخواست پر شائع بھی ہوئے۔ جب امام بوصیری کا آدھا جسم فالج کی وجہ سے بیکار ہو گیا۔ تو ان دنوں آپ نے آنحضور ﷺ کی مدح میں قصیدہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ قصیدہ بردہ شریف تیار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے امام بوصیری نے اپنی صحت یابی کے لیے دعا کی۔ وہ اس قصیدے کو کئی بار پڑھنے کے بعد جب سو گئے تو خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے قصیدہ بردہ شریف بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے بے حد پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی۔ پھر آنحضور ﷺ نے اپنا دست مبارک امام بوصیری کے فالج زدہ حصے پر پھیرا اور اپنی چادر مبارک (بردہ) ان پر ڈال دی۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو بالکل تندرست اور صحت یاب تھے۔ وہ چادر بھی ان کے جسم پر تھی وہ اگلی صبح گھر سے نکلے تو ایک شخص ملا اور اس نے آپ سے آنحضور ﷺ کی تعریف میں لکھا گیا قصیدہ مانگا۔ امام بوصیری نے پوچھا:

"کون سا قصیدہ چاہیے؟"

اس درویش نے کہا:

وہی قصیدہ بردہ جو آپ نے بیماری کی حالت میں لکھا ہے اس نے قصیدے کا

مطلع بھی پڑھا۔ پھر اس درویش نے امام بوصیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خدا کی قسم! کل رات یہی قصیدہ میں نے دربار رسالت مآب میں سنا ہے جب یہ قصیدہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور ﷺ اسے سن کر جھوم رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر اپنی چادر ڈال دی۔"

یہ وہ قصیدہ ہے جس کے ذریعے بیماروں کو صحت و تندرستی عطا ہو جاتی ہے۔

78۔ آنحضور ﷺ نے حاجیوں کے ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچا لیا

ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں جدہ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ اس دوران سمندر میں طوفان آیا۔ تو یہ جہاز ڈوبنے لگا تھا۔ مسافروں نے اپنا سامان سمندر میں پھینکنا شروع کر دیا تھا اور ہر طرف چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں۔ کچھ حاجیوں نے آنحضور ﷺ کی بارگاہ میں مدد کے لئے درخواست پیش کی تو ایک شخص ان کی طرف بڑھا اور آ کر بتایا۔

"حاجیو۔ گھبراؤ نہیں ۔تم صحیح سلامت رہو گے۔ یہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ ابھی ابھی خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ سے میں نے درخواست کی۔ حضور ﷺ ڈوبتے ہوئے جہاز سے حجاج آپ ﷺ سے فریاد کر رہے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ان حاجیوں کی مدد کو جایئے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سمندر میں گھس گئے ہیں اور جہاز کو کھینچ کر ساحل پر لے آئے ہیں۔

عسقلانی اور ان کے ساتھی محفوظ رہے اور بحری جہاز کنارے لگ گیا۔

79۔ آنحضور ﷺ نے ایک نابینا کی خالی مشک بھروا دی

خواجہ ابوعبداللہ سالم نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ وہ دریائے نیل کے ایک جزیرے میں ہیں۔ اتنے میں ایک مگرمچھ ان پر حملہ کر دیتا ہے۔ وہ ڈر جاتے ہیں تو آنحضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے خواجہ ابوعبداللہ سے فرمایا۔

تم جب کبھی کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو یوں پکارا کرو۔ "انا مستجیر بک یا رسول اللہ" یا رسول خدا! میں آپ ﷺ کی پناہ کا طلبگار رہوں۔

ان ہی دنوں ایک نابینا روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے لئے جا رہے تھے۔ خواجہ ابوعبداللہ سالم نے ان سے خواب بیان کیا۔ سفر کے دوران ایک مقام پر جب پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نابینا کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا۔ مشک خالی رہ گئی تو خواجہ ابوعبداللہ کی بتائی ہوئی بات یاد آ گئی۔ پکارا۔

"انا مستجیر بک یا رسول خدا"

اچانک کہیں سے آواز آئی۔

"میاں تم اپنی مشک بھر لو۔"

اس وقت مشک میں پانی گرنے کی آواز سنائی دی اور مشک پانی سے پوری بھر گئی۔ اس نابینا شخص کو کچھ علم نہ تھا کہ وہ آواز کس کی تھی اور کہاں سے آئی تھی۔

80۔ آنحضور ﷺ نے آسیب دور فرما دیا تھا

یہ 585 ہجری کا واقعہ ہے جب علامہ قسطلانی روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے بعد مصر جا رہے تھے کہ مکے کے راستے میں ان کی ایک حبشی خادمہ پر آسیب کا

اثر ہو گیا تھا۔ جب وہ کسی طرح ٹھیک نہ ہوئی تو انہوں نے اس بارے میں بارگاہ رسول ﷺ میں فریاد کی۔

رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آیا ہے جس کے ہمراہ وہ جن بھی ہے جس کا ان کی خادمہ پر سایہ ہو گیا تھا۔ اس شخص نے جن کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

اس جن کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

علامہ قسطلانی نے اس جن کو ملامت کی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ ان کی خادمہ کو تنگ نہیں کرے گا۔

وہ خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کی حبشی خادمہ پر آسیب کا کوئی اثر نہ تھا اور وہ جن کی قید سے آزاد ہو چکی تھیں۔

81۔ آنحضور ﷺ نے علامہ قسطلانی کو شفا بخشی

علامہ قسطلانی ایک طویل عرصے تک کسی ایسے مرض میں مبتلا تھے جس کے علاج سے وقت کے مشہور طبیب اور حکیم عاجز آ چکے تھے۔ ۸۹۳ھ میں انہوں نے مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ انہیں اس بیماری سے نجات مل جائے۔ اسی رات انہوں نے خواب میں ایک شخص دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اس کاغذ پر لکھا ہوا تھا کہ رسول ﷺ کے اذن سے یہ احمد بن قسطلانی کی دوا ہے۔ وہ نیند سے بیدار ہوئے تو بیماری سے مکمل طور پر شفا پا چکے تھے۔ انہیں آنحضور ﷺ کی برکت سے بیماری سے نجات مل گئی تھی۔

82۔ مصری کے کھانے کا انتظام کیسے ہوا؟

ایک شخص کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں تھا کہ مالی پریشانی تھی دن

بدن کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ کیونکہ کھانے کو مطلوبہ خوراک حاصل نہ تھی، ایک روز اس نے آنحضور ﷺ کے روضہ مبارک کے قریب پہنچ کر عرض کیا۔

"یا سید الاولین والآخرین! میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ پانچ ماہ سے آپ ﷺ کے قریب ہوں۔ پیٹ بھر کے کھانے کو نہیں مل رہا۔ کمزور ہو گیا ہوں۔ کوئی ایسا انسان بھیجئے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور ساتھ لے جائے۔"

یہ عرضی دے کر وہ مصری وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک آدمی حجرہ شریف میں داخل ہوا۔ کچھ کلام کرنے کے بعد اس کے پاس آیا اس کا ہاتھ پکڑ کر باب جبریل سے نکلا اور جنت البقیع میں سے گزرتا ہوا ایک خیمے میں پہنچا۔ پھر اس نے اپنے غلام اور کنیز کو حکم دیا۔

"اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو۔"

غلام لکڑیاں لے آیا اور کنیز نے اناج پیس کر روٹی پکائی۔ وہ شخص آدھی روٹی کھا کر سیر ہو گیا۔ روٹی کے ساتھ کھجوریں اور گھی بھی تھا۔ میزبان نے باقی بچی ہوئی آدھی روٹی اور کھجوریں مہمان کے توشہ دان میں رکھ دیں۔ کھانے کے بعد مہمان سے نام پوچھا اور اُسے تاکید فرمائی۔

"تمہیں خدا کی قسم میرے جد بزرگوار یعنی رسول اللہ ﷺ سے پھر کبھی شکایت نہ کرنا۔ انہیں اچھا نہیں لگتا۔ جا آج سے تجھے بھوک کے وقت کھانا مل جایا کرے گا یہاں تک کہ سفر کے لئے تجھے کوئی ساتھی مل جائے۔"

چار روز تک وہ شخص اس توشہ دان ہی سے کھانا کھاتا رہا۔ پھر اسے جب بھی بھوک لگی کھانا پہنچ جاتا۔ پھر ایک دن وہ ایک جماعت کے ہمراہ اپنے وطن روانہ ہو گیا تھا۔

83۔ یہ کھانا آنحضور ﷺ نے بھجوایا ہے۔

عبدالقادر فقیروں کی طرح سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ روضہ رسول ﷺ پر پہنچ کر بھوک کی شکایت کی وہیں سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان نے آ کر انہیں جگایا اور انہیں اپنے ساتھ گھر لے آیا۔ گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ تھا مہمان کی خوب خدمت کی۔ چلتے وقت میزبان نے اپنے مہمان کے توشہ دان میں گوشت، روٹیاں اور کھجوریں بھی رکھ دی تھیں۔

پھر اس نوجوان نے عبدالقادر کو بتایا۔

میں نماز چاشت کے بعد سویا ہوا تھا کہ خواب میں رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آنحضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں آپ کو کھانا کھلاؤں۔ حضور ﷺ نے جگہ بھی مجھے بتا دی تھی اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ آپ نے آنحضور ﷺ سے یہی خواہش کی تھی۔

84۔ ایک بدو کی آنحضور ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری

امام محمد بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ وہ مدینے میں داخل ہوئے اور رسول ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری دی۔ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک بدو آیا اس نے بھی قبر مبارک کی زیارت کی اور پھر یوں عرض کیا۔

''یا خیرالرسل! اللہ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل کی جس میں یوں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

''اور اگر یہ لوگ جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ ﷺ کے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول اللہ ان کے لئے بخشش مانگتے تو وہ اللہ کو

معاف کرنے والا مہربان پاتے۔'' میں آپ کی خدمت میں آپ کے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا طالب اور آپ کی شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں۔

پھر اس نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: اے سب سے بہتر جس کی ہڈیاں میدان میں مدفون ہیں پس ان کی خوشبو سے پست اور اونچی زمینیں مہک گئیں۔ میری جان اس قبر پر فدا جس میں آپ سکونت رکھتے ہیں۔ اس میں پاکیزگی ہے اور اس میں جود و کرم ہے اس کے بعد بدو توبہ کر کے چلا گیا۔ امام محمد بن عبیداللہ وہیں سو گئے۔ تو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''تم اس شخص سے ملو اور اسے بشارت سنا دو کہ اللہ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔''

85۔ آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر بت اوندھے گر گئے

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بت اوندھے گر گئے تھے جنہوں نے اشعار پڑھے فارس کا آتش کدہ سرد ہو گیا اور کسریٰ کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے۔

86۔ آنحضور ﷺ جس کے لئے کسی حکم کو مخصوص فرما دیتے۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ جس کسی کے لئے جس حکم کی چاہتے تخصیص فرما دیتے تھے۔ مثلاً آپ ﷺ نے حضرت خزیمہ انصاری ؓ کے لئے یہ

تخصیص فرمائی کہ ان کی اکیلے کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کا درجہ رکھتی تھی۔

اسی طرح آنحضور ﷺ نے ایک عورت کا نکاح ایک فقیر سے کر دیا اور اس کا حق مہر یہ مقرر فرمایا کہ اس کے خاوند کو جتنا قرآن یاد تھا وہ اپنی بیوی کو پڑھا دے۔

87۔ فرشتے آنحضور ﷺ تک اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں

رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی شخص درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے وہ اسے فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرے وہ فرشتہ رسول خدا سے یہ بھی عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ اس وقت فلاں ابن فلاں نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔ اللہ کے فرشتے گروہ در گروہ زمین پر گشت کرتے ہیں اور امت کا سلام آنحضور ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔

88۔ ایک ہودج نشین عورت چل کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو افراد آئے ایک نے بھوک کی اور دوسرے نے رہزنی کی شکایت کی۔

آپ ﷺ نے عدی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"عدی! کیا تم نے حیرہ کو دیکھا ہے؟"

اس نے جواب دیا۔

"حضور ﷺ دیکھا تو نہیں لیکن میں اس کو جانتا ضرور ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا!

"اگر تم اس وقت تک زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک ہودج نشین عورت چل کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی۔ اُسے ماسوائے اپنے اللہ کے کسی کا خوف نہ ہوگا تم یہ بھی دیکھو گے کہ کسریٰ کا خزانہ فتح کر لیا گیا ہے اور تم زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا چاندی لے کر خیرات کرنے نکلے گا مگر لوگوں کے پاس دولت اس قدر ہوگی کہ خیرات لینے والا کوئی نہ ملے گا۔"

حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ بنوامیہ کی سلطنت کے زمانے میں ویسا ہی ہوا۔

89۔ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی

آنحضور ﷺ کے بدن مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ جب منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی عصمت و عفت کی گواہی دی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ تھے۔

"یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو مکھی کے چھونے تک سے محفوظ رکھتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے اہل خانہ کو محفوظ نہ رکھے۔"

90۔ آنحضور ﷺ کی بعثت پر شیاطین کو آسمانوں کی خبریں لانے سے روک دیا گیا

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے شیاطین اور جنات آسمانوں پر آتے جاتے

تھے۔ وہ کاہنوں کو عالم بالا کی خبریں لا کر دیا کرتے تھے جو لوگوں کو غیب کی باتیں بتا کر اپنی تجارت چمکاتے تھے۔ آنحضور ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی شیاطین اور جنات پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ اب ان کے ذریعے کاہنوں تک نہ خبریں پہنچتی تھیں اور نہ ہی ان کی دوکان چمکتی تھی۔

91۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش ان کی زندگی کے سارے اعمال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہوتے۔ یہ رات اور دن اس غار والے تھے جس کی انہوں نے پہلے صفائی کی تھی تاکہ جب رسول ﷺ جب اس میں تشریف لائیں تو انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ ﷺ غار میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زانوں پر سر کر سو گئے۔ اچانک ایک سوراخ سے سانپ نے ڈس لیا۔ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے کہ رسول اللہ ﷺ کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ درد سے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل آئے اور آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر آنسو گرے تو آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی، جب انہیں ساری بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زخم پر لگایا جس سے زہر کا اثر فوراً زائل ہو گیا تھا۔

92۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان لے آنا اور اس سے قبل کا ایک خواب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑے تاجر تھے۔ ایک بار وہ

تجارتی سفر پر ملک شام گئے ہوئے تھے کہ ایک خواب دیکھا کہ نور کا ایک ہالہ آسمان سے اُتر کر خانہ کعبہ کی چھت پر چمکا پھر وہ نور ان کے مکان میں جمع ہو گیا۔ آپ نے اپنا خواب پہلے ایک یہودی کو اور پھر ایک راہب کو سنایا کیونکہ یہودی نے جو تعبیر بتائی تھی اس سے ان کی تسلی نہ ہوئی تھی۔

راہب نے ان سے نام پوچھا، کام اور قبیلے کے بارے میں سوال کیا۔ یہ سن کر راہب نے کہا۔

تمہاری قوم میں ایک نبی ﷺ پیدا ہوگا جس کے ماننے والے ساری دنیا میں ہوں گے۔ تم اس نبی کے پیارے ساتھی ہو گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارتی سفر سے واپس پہنچے تو لوگوں نے بتایا کہ ابوطالب کے بھتیجے محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ لوگوں سے یہ کہتا پھر رہا ہے کہ بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک خدائے واحد کی عبادت کرو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خواب یاد آ گیا۔ وہ سیدھے آنحضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے پوچھا۔ اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

جواب ملا۔ ہاں مجھے اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے سے منع کروں اور انہیں ایک خالق و مالک کی عبادت کرنے کی دعوت دوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

”کیا آپ کے پاس اس دعوے کے ثبوت کی کوئی دلیل بھی ہے؟“

آنحضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا۔

”کیا شام میں جو خواب تم نے دیکھا اور جس کی تعبیر بھی تمہیں ایک راہب بتا

چکا ہے وہ کافی نہیں ہے؟"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ سننا تھا کہ فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور تبلیغ دین میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینا شروع کر دیا تھا۔

93۔ تم اُسے نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے۔

تبوک کے لوگوں نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر رسول اللہ ﷺ سے صلح کر لی تھی۔ آنحضور ﷺ نے یہاں بیس روز قیام کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کو چار سو سواروں کا ایک دستہ دے کر اکیدر بن عبدالمالک بنوکندہ کے نصرانی بادشاہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اور ان کی روانگی سے قبل بتایا۔

"تم اسے نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے۔"

حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ہمراہ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو عجیب منظر دیکھا۔ چاند کی چاندنی میں ایک نیل گائے جنگل کی طرف سے آئی اور قلعہ کے دروازے پر آ کر سینگ مارنے لگی۔ اکیدر قلعہ کی چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

دونوں نے یہ منظر دیکھا اور اکیدر کی بیوی نے خاوند سے پوچھا۔

"کیا ایسا منظر تم نے اس سے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے؟"

اکیدر نے جواب دیا۔

"بخدا کبھی نہیں۔"

بیوی نے یہ سن کر کہا۔

"تو پھر ایسے شکار کو کون چھوڑ سکتا ہے۔"

اکیدر قلعہ کی چھت سے اترا اور غلاموں کو حکم دیا کہ گھوڑے پر فوراً زین ڈالیں۔ وہ چند ساتھیوں کو لے کر شکار کے لیے نکلا تو اس کے ہمراہ اس کا بھائی حسان بھی تھا۔ اب نیل گائے جنگل کی طرف بھاگی جا رہی تھی اور اکیدر اور اس کے ساتھی اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حملہ کر کے اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور اکیدر خود گرفتار ہو گیا۔

جب اُسے آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے جزیہ کی ادائیگی کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔ اکیدر واپس اپنے قبیلے میں چلا گیا تھا۔

94۔ تمہارے پاس ایک فاختہ اور اس کے دو بچے ہیں

ایک بار کوئی بدو چادر اوڑھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضور ﷺ کے پاس اس وقت چند صحابہ کرامؓ بھی تشریف رکھتے تھے۔ بدو نے پوچھا۔

"تم میں سے محمد ﷺ کون ہے؟"

صحابہ کرامؓ نے آنحضور ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ہیں محمد ﷺ شاداب چہرے والے۔"

بدو نے رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اے محمد ﷺ! اگر تم سچے نبی ہو تو بتاؤ میرے پاس کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے پوچھا۔

"اگر میں بتا دوں تو کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے؟"

بدو نے جواب دیا۔

"یقیناً میں اسلام لے آؤں گا۔"

آنحضور ﷺ نے فرمایا تو سنو۔

"تم نے فلاں وادی سے گزرتے وقت فاختہ کے گھونسلے سے اس کے دو بچے پکڑے۔ فاختہ اڑتی ہوئی آئی اور تمہارے سامنے گر گئی۔ تم نے اسے بھی پکڑ لیا اب فاختہ اور اس کے دو بچے تمہارے پاس ہیں جن کو تم نے اس چادر کے نیچے چھپا رکھا ہے۔"

بدو نے چادر اتاری تو فاختہ اور اس کے دو بچے اس کی قید میں تھے۔ بدو نے کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان لے آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران تھے اور انہیں اس فاختہ اور اس کے بچوں پر رحم آ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

"تم اس پر حیران ہو؟ سنو! جب بندے توبہ کرتے ہیں تو اللہ کو اپنے بندوں پر اس فاختہ سے بھی زیادہ رحم آ جاتا ہے۔"

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے بدو سے فرمایا۔

"دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے خوش نصیب فاختہ اور اس کے بچوں کو آزاد کر دو۔"

95۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی

ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمایئے۔"

رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔

"اللہ تجھے برکت دے۔"

حضور ﷺ کی اس دعا کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تجارت میں اتنا نفع کمایا کہ جب 31 ہجری میں انہوں نے انتقال فرمایا تو ان کے ترکے میں شامل سونا کدالوں سے کھودا گیا جس میں اتنا وقت لگا کہ کھدائی کرنے والوں کے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ ان کی چار بیویاں تھیں جن کو خاوند کے ترکے میں سے اسّی ہزار دینار ہر اک کو ملے تھے۔ ان کی وصیت کی تعمیل میں ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خیرات کئے گئے تھے۔ اپنی زندگی میں بھی انہوں نے صدقات و خیرات کی مد میں بہت کچھ دیا تھا۔ ایک بار تیس غلام آزاد کئے دوسرے موقعہ پر سات سو اونٹوں کا کاروان مال و اسباب سمیت صدقے میں دے دیا تھا۔ اس کے علاوہ اللہ کی راہ میں جو کچھ دیا اس کی فہرست طویل ہے۔

96۔ آنحضور ﷺ کا سینہ مبارک چار بار شق کیا گیا

رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ شق کیا گیا۔ پہلی دفعہ شیرخوارگی میں، دوسری بار دس برس کی عمر میں، تیسری بار غار حرا میں نزول وحی کے آغاز کے وقت اور چوتھی دفعہ شب معراج میں۔

97۔ حضور ﷺ کے لئے جنت سے کھانا اور پھل آتے تھے

حضرت جبرائیل جنت سے آنحضور ﷺ کے لئے کھانا اور پھل لے کر آتے

تھے۔ ایک بار رسول ﷺ بیمار پڑ گئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے لئے جنت سے انار اور انگور لائے تھے۔

98۔ آنحضور ﷺ سامنے اور پیٹھ پیچھے سے یکساں طور پر دیکھتے تھے۔

رسول ﷺ اپنے پیچھے سے بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح عام انسان سامنے سے۔ آپ ﷺ دن کے اجالے اور رات کی تاریکی میں ایک جیسا دیکھ لیتے تھے۔

99۔ آنحضور ﷺ کو اللہ نے نام سے نہیں کنایہ سے مخاطب فرمایا

اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کو ان کے ناموں سے مخاطب کیا۔ مثلاً یا آدم علیہ السلام، یا ابراہیم علیہ السلام! یا موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام! یا سلیمان علیہ السلام ! یا زکریا علیہ السلام! یا یحییٰ علیہ السلام مگر رسول خدا کو اللہ نے کنایتاً خطاب فرمایا ہے مثلاً یـا ایهـا المزمل ، یا ایهـا المدثر ، یا ایهـا النبی۔ اللہ نے جہاں حضور ﷺ کے اسم مبارک کی تصریح فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی اور وصف بیان فرمایا ہے۔

100۔ حضور ﷺ کو بحالت ایمان ایک نظر دیکھنے والا صحابی رضی اللہ عنہ کا درجہ رکھتا ہے

جس شخص نے حالت ایمان میں رسول ﷺ کو ایک نظر دیکھ لیا اسے

حضور ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ صحابیت کی شان یہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

101۔ حلال جانور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک جہاد کے سفر میں رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان کا اونٹ تھکا تھکا سا تھا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟"

جواب میں عرض کیا۔

"بہت تھک گیا ہے شاید اس لئے ست ہو گیا ہے۔"

آپ ﷺ نے اونٹ کو ہانکا اور دعا دی۔ اس کے نتیجے میں اب وہی اونٹ سب سے تیز اور تازہ دم نظر آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا حال پوچھا اور یہ جاننے پر بہت مسرور ہوئے کہ آپ ﷺ کی دعا سے وہ اونٹ اب سب لشکر میں شامل اونٹوں سے تیز ہو گیا تھا۔

آنحضور ﷺ نے چالیس درہم دے کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ اونٹ خرید لیا تھا۔

102۔ کافر جو مسلمان ہو گیا۔ اس کی بکریوں کا کیا بنا؟

بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی اور دشمن گھیرے میں آ گیا تو ایک کافر نے اسلام قبول کر لیا تھا یہ شخص اس وقت خیبر والوں کی بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ اب میں ان بکریوں کا کیا کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم ان کے منہ پر کنکریاں مار کر چھوڑ دو۔ پھر دیکھنا یہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس پہنچ جائیں گی۔"

اس نے ایسا ہی کیا۔بکریاں اپنے اپنے مالک کے پاس پہنچ گئیں اور یوں امانت ادا ہوگئی تھی۔

103۔ خاتون کی دونوں مشکیں پانی سے بھری رہیں

ایک سفر کے دوران صحابہ کرام ؓ نے پیاس کی شکایت کی۔کسی کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت علی ؓ سے اور ایک دوسرے صحابی ؓ سے فرمایا۔

"جاؤ اور کہیں سے پانی تلاش کر لاؤ۔"

وہ دونوں حضرات پانی کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلے پر جانے کے بعد انہیں ایک اونٹ سوار خاتون نظر آئی۔ اس کے اونٹ پر پانی کی دو بڑی مشکیں بھری ہوئی لدی تھیں۔ جب اس عورت سے پوچھا گیا کہ وہ پانی کہاں سے لائی ہے۔تو اس نے جواب دیا۔

"میں کل اس وقت پانی کے ایک چشمے سے یہ دونوں پانی کی مشکیں لے کر چلی تھی۔ میرے قبیلے اور پانی کے چشمے کے درمیان ایک دن رات کا فاصلہ ہے۔"

حضرت علی ؓ نے اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہا تو اس نے پوچھا۔

"کہاں؟"

حضرت علی ؓ نے جواب دیا۔

"رسول اللہ ﷺ کے پاس۔"

وہ خاتون بولی۔

"یہ وہی شخص ہے جسے صابی کہا جاتا ہے۔"

حضرت علی ؓ نے فرمایا۔

"بالکل وہی۔تو صحیح سمجھی ہے۔"

وہ عورت، حضرت علی ؓ اور دوسرے صحابی ؓ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچی۔ آپ ﷺ نے اسے اونٹ سے نیچے اتروایا۔ ایک مشک میں سے تھوڑا سا پانی لیا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائی۔ پھر پانی کے برتن میں کلی کر کے یہ پانی دونوں مشکوں میں ڈال دیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں مشکوں کے منہ کھول دیئے اور صحابہ کرام ؓ کو آواز دے کر بلایا۔ پھر فرمایا۔

"جس نے پانی پینا ہو آ کر پی لے۔ برتن میں جتنا پانی لینا ہو لے لو۔"

دونوں مشکوں سے پانی نکل رہا تھا مگر اس میں کمی واقع نہیں ہو رہی تھی۔ وہ عورت حیرت کی ساکن و جامد تصویر بنی کھڑی یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ جب تمام صحابہ کرام ؓ کی پانی کی ضرورت پوری ہوگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اس خاتون کے لئے کچھ کھجوریں، آٹا، ستو جو کچھ تمہارے پاس موجود ہے لے آؤ۔"

پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو رخصت کرنے سے قبل فرمایا۔

"تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہاری مشکوں سے پانی تو ضرور لیا ہے مگر اس میں کمی نہیں آئی۔ جو پانی ہم نے لیا وہ ہمیں اللہ نے پلایا ہے۔"

وہ عورت جب اپنے قبیلے والوں کے پاس پہنچی تو انہوں نے پوچھا۔

"تو نے اتنی دیر کہاں کر دی؟ تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟"

اس عورت نے سارا واقعہ تفصیل سے بتایا اور کہا۔

"خدا کی قسم! یا تو زمین اور آسمان کے درمیان ان (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑا جادوگر کوئی نہیں یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول ﷺ ہے۔"

104۔ ابولہب کی بیوی وقتی طور پر اندھی ہو گئی

بیہقی نے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بار ابولہب کی بیوی کو جب سورۃ تبت یدا ابی لہب کے نزول کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کو مارنے نکلی۔ آنحضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جب وہ قریب پہنچی تو اسے صرف حضرت ابوبکرؓ نظر آئے۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر اسے حضور ﷺ کہیں نظر نہ آئے کیونکہ اللہ نے آپ ﷺ کی طرف سے اُسے اندھا کر دیا تھا۔ وہ بہت غصے میں تھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بہت سخت باتیں کہہ کر واپس چلی گئی۔

105۔ جب آنحضور ﷺ نے قریش کے نامور پہلوان رکانہ سے کشتی لڑی۔

رکانہ قریش کا نامی گرامی پہلوان تھا۔ وہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو رکانہ سے ملاقات ہو گئی۔ رکانہ نے آنحضور ﷺ سے کہا۔

"تم ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہو اور اپنے خدا کی پوجا کرتے ہو۔ اگر تمہارے ساتھ میری رشتہ داری نہ ہوتی تو آج میں تجھے جان سے مار ڈالتا۔ تم آج مجھ سے کشتی لڑو۔ تم اپنے خدا سے دعا کرو۔ میں اپنے لات و عزیٰ سے دعا کرتا ہوں تم نے مجھے کشتی میں پچھاڑ دیا تو اپنی پسند کی دس بکریاں مجھ سے لے لینا۔"

رکانہ یہ کشتی دو بار ہار گیا تھا۔ اس نے تیس بکریاں اپنے ریوڑ سے آنحضور ﷺ کو دینے کی پیشکش کی مگر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں بکریاں نہیں لیتا۔ میری خواہش ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ تم اس طرح جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گے۔"

اس نے معجزہ طلب کیا تو ببول کا ایک درخت پھٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ ان میں سے ایک ٹکڑا آنحضور ﷺ اور رکانہ کے درمیان کھڑا ہو گیا اس نے کہا اب ببول کے دونوں ٹکڑوں کو جوڑنے کا معجزہ دکھایئے تو میں اسلام لے آؤں گا۔ آپ ﷺ کے حکم سے درخت کے دونوں ٹکڑے آپس میں جڑ گئے۔ آپ ﷺ نے اسے پھر دعوت اسلام دی۔ مگر اس نے کہا۔

"میں اسلام لے آیا تو عورتیں مجھے طعنہ دیا کریں گی کہ رکانہ محمد ﷺ سے مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا تھا۔ وہ اس وقت تو مسلمان نہ ہوا لیکن فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا تھا۔"

106۔ جب قریش نے آنحضور ﷺ کا بائیکاٹ کیا

قریش مکہ نے جب دیکھا کہ ان کی مخالفت کے باوجود اسلام عرب قبائل میں

تیزی سے پھیل رہا ہے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ جیسے بہادر ایمان لا چکے ہیں۔ شاہ حبشہ نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے تو انہوں نے آپس میں مل کر مشورہ کیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ جیسے بھی ہو اللہ کے نبی ﷺ کو قتل کر دیا جائے انہوں نے ایک معاہدہ بھی کیا کہ ہاشم و مطلب کے خاندان سے ہر طرح کا لین دین ختم کر دیا جائے اور اس وقت تک آپس میں اس عہد پر قائم رہیں جب تک وہ تنگ ہو کر حضور ﷺ کو ان کے حوالے نہ کریں۔ اس تحریری معاہدہ کی ایک نقل خانہ کعبہ کی دیوار سے لگا دی گئی تھی۔ باہر سے جو غلہ آتا وہ قریش خرید لیتے مسلمانوں تک اس کا ایک دانہ بھی نہ پہنچتا تھا۔ تین برس ایسے ہی گزر گئے تو ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے کہا۔

"اے میرے محترم چچاجان! مجھے میرے اللہ نے خبر دی ہے کہ قریش کے معاہدے کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اس میں تو اب صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔"

حضرت ابوطالب نے یہ بات قریش کو بتائی اور ان کو کہا کہ اگر یہ بات سچی نکلی تو تم قطع رحمی سے باز آ جانا اور غلط ثابت ہوئی تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔

کفار قریش راضی ہو گئے۔ معاہدہ دیکھا گیا تو اسے واقعی دیمک چاٹ گئی تھی صرف لفظ اللہ باقی رہ گیا تھا۔ یوں یہ معاہدہ ختم ہو گیا تھا۔

107۔ آنحضور ﷺ کی قوت شامہ

رسول اللہ ﷺ کی سونگھنے کی قوت سب سے زیادہ تھی۔ جبرئیل علیہ السلام جب سدرۃ

المنتہیٰ سے وحی لے کر حضور ﷺ کی طرف اترتے تو آنحضور ﷺ ان کی خوشبو سونگھ لیتے تھے اور آپ ﷺ کو اندازہ ہو جاتا تھا کہ جبریل علیہ السلام وحی لے کر آ رہے ہیں۔

108۔ کھجور کے درخت کا رونا

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے کے لیے پشت مبارک کھجور کے ایک خشک درخت کے ساتھ لگا لیا کرتے تھے ایک روز ایک انصاری صحابیہؓ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک کاریگر غلام ہے جو لکڑی کا بڑا نفیس کام کرتا ہے اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس سے کہہ کر آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنوا دوں۔ آپ ﷺ خطاب کے دوران اس پر بیٹھ سکیں گے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: "جیسے چاہو کر لو۔"

انصاری صحابیہؓ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ جنگل سے بہترین لکڑی لا کر آنحضور ﷺ کے لئے خوبصورت سا منبر بنا دے۔ منبر تیار ہو گیا اور حضور ﷺ اس پر رونق افروز ہوئے۔

کھجور کے درخت کا وہ تنا جس سے آپ ﷺ پشت مبارک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے رونے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی ماں بچے کے لئے رو رہی ہو۔

حضور ﷺ نے پہلے کھجور کے تنے پر ہاتھ پھیرا پھر اسے اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ وہ چپ تو ہو گیا تھا مگر بچے کی طرح ہچکیاں لے رہا تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر تو پسند کرے تو میں تیرے لئے یہ دعا کروں کہ اللہ تجھے بہشت میں اس مقام پر لگا دے جہاں میں ہوں گا۔ وہاں انبیاء اور اولیا تیرا پھل کھایا کریں گے۔"

کھجور کے تنے کی آواز بڑی واضح آ رہی تھی جسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! ضرور دعا فرمائیے۔''

آنحضور ﷺ نے کھجور کے اس تنے کو مسجد میں دفن کروا دیا تھا۔

109۔ تم تو پڑھے پڑھائے ہو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بکریاں چرایا کرتے تھے وہ کہتے ہیں۔

میں عقبہ کا ریوڑ چرایا کرتا تھا کہ ایک روز آنحضور ﷺ میرے قریب سے گزرے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا۔

''اے لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟''

میں نے جواب دیا۔

''جی ہاں۔ دودھ تو ہے مگر یہ کسی کی امانت ہے میں یہ آپ کو نہیں دے سکتا۔''

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''اچھا یہ بتاؤ تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جو کبھی گابھن نہ ہوئی ہو اور نہ ہی اس نے کبھی دودھ دیا ہو۔''

میں نے عرض کیا:

''جی حضور ﷺ! ایسی ایک بکری تو میرے ریوڑ میں ہے۔''

پھر میں نے وہ بکری حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ ﷺ اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیر کر انہیں تھوڑی دیر سہلاتے رہے۔ پھر ایک برتن میں اس کا دودھ دوہ کر خود بھی پیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد تھنوں سے کہا۔

''خشک ہو جاؤ۔''

چنانچہ وہ خشک ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

میں یہ سب کچھ خاموش دیکھتا رہا۔ حیران ہو کر آپ ﷺ سے درخواست کی۔

''یا رسول اللہ ﷺ! جو کلام آپ ﷺ پڑھتے ہیں اس میں سے مجھے بھی کچھ سکھا دیجیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔

''اللہ تجھ پر اپنا فضل و کرم فرمائے تُو تو پڑھا پڑھایا ہے۔''

110۔ محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جل گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا انہیں لے کر حبشہ سے روانہ ہوئیں تو مدینے پہنچنے سے پہلے ایک جگہ قیام فرمایا۔ وہ کھانا پکا رہی تھیں کہ سالن کی گرم ہنڈیا ہاتھ سے چھوٹ کر گری تو محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جل گیا۔ وہ مدینہ طیبہ پہنچیں تو حضور ﷺ کی خدمت میں بچے کو لے کر حاضر ہوئیں عرض کیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا پہلا بیٹا ہے جس کا نام ہم نے آپ ﷺ کے اسم گرامی کی مناسبت سے رکھا ہے۔''

آنحضور ﷺ نے یہ سن کر محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ام جمیل رضی اللہ عنہا کو دعا دی پھر آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور جلے ہوئے ہاتھ پر بھی لگایا۔

پھر یہ دعا بھی فرمائی۔

''اے انسانوں کے پروردگار! تکلیف دور کر دے۔ شفا عطا کر دے تُو ہی شفا

بخشنے والا ہے تیرے سوا کسی کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے ایسی شفا بخش جو بیماری کا بالکل خاتمہ کر دے۔"

حضرت ام جمیل ؓ جب رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے واپس آئیں تو ان کے بیٹے محمد بن حاطب ؓ کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

111۔ بڑھاپے میں جوانی جیسا حسن و جمال

حضرت عمرو بن اخطب ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئی جنگوں میں حصہ لیا تھا۔ ان میں انہوں نے اپنی بہادری و شجاعت کے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے۔

ایک بار وہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سر اور چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ ان کے حسن و جمال کے لئے دعا بھی فرمائی۔

حضرت عمرو سو سال سے بھی زیادہ عمر کے ہوئے مگر آخری عمر تک وہ جوانوں جیسے حسین و جمیل تھے۔ ان کے سر اور ریش مبارک کے بالوں میں چند ایک بال سفید تھے باقی سب کالے تھے۔

112۔ بدزبان عورت خوش زبان بن گئی

ایک روز ایک بدزبان عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی لوگ اس کی بدزبانی سے بہت تنگ تھے اور وہ خود بھی اس بری عادت سے عاجز آ گئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ گوشت تناول فرما رہے ہیں۔

اس نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! جو آپ ﷺ کھا رہے ہیں وہ مجھے بھی دیجئے۔"

حضور ﷺ نے اس خشک گوشت کا ایک ٹکڑا دیا جو ان کے سامنے پڑا تھا۔

وہ کہنے لگی۔

"نہیں اپنے منہ سے ٹکڑا توڑ کر دیجئے۔"

آپ ﷺ نے اس لقمے میں سے جو خود چبا رہے تھے ایک ٹکڑا نکال کر اس عورت کو دیا۔ وہ اسے کھا گئی تو پھر اس کے ساتھ معاملہ ہی کچھ اور ہو گیا تھا اس نے بدکلامی چھوڑ دی تھی۔ یہ سب آنحضور ﷺ کے لعاب دہن کا معجزہ تھا جس نے اس بدزبان عورت کو خوش زبان اور شیریں زبان بنا دیا تھا۔

113۔ ہم آنحضور ﷺ کے پسینہ مبارک کی برکت کے اُمیدوار ہیں

رسول اللہ ﷺ ایک بار حضرت انس ؓ کے گھر تشریف لے گئے اور دوپہر کو آپ ﷺ سو گئے تو آپ کو پسینہ آیا۔ حضرت انس ؓ کی والدہ ام سلیم ؓ ایک شیشی لے کر حضور ﷺ کا پسینہ مبارک اس میں جمع کرنے لگ گئی تھیں۔

آنحضور ﷺ بیدار ہوئے تو پوچھا۔

"ام سلیم ؓ یہ کیا کر رہی ہو؟"

انہوں نے جواب میں عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے ہم اس کی خوشبو کو دوسری خوشبوؤں میں ملا لیتے ہیں تو وہ اور زیادہ خوشبو دینے لگتی ہیں۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے تو ام سلیم ؓ نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے بچوں کے لئے آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کے امیدوار ہیں۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

"تو نے سچ کہا۔"

لوگ آنحضور ﷺ کے پسینہ مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اس کی برکت سے وہ بچے تمام بلاؤں سے محفوظ ہو جایا کرتے تھے۔

☆......☆......☆